هفت روزه

خدام الدین
لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸ر جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ
۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۶ء

مرکز مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَ مَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور جو دنیا پر ہے سب سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کو جنت میں ایک کوڑے کی جگہ مل جانا، دُنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے، سب سے بہتر ہے اور شام کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) جانا، یا صبح کو جانا دنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے، سب سے بہتر ہے (اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهٖ وَاِنْ مَاتَ فِيْهِ اُجْرِیَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِیْ كَانَ يَعْمَلُ وَ اُجْرِیَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ وَ اَمِنَ الْفَتَّانَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے، کہ ایک دن رات سرحد اسلام کی حفاظت کرنا، ایک مہینہ کے روزے اور اس کی راتوں کی عبادت سے افضل ہے، اور اگر اسی حالت میں وہ مرگیا تو جو کام وہ کرتا تھا مرنے کے بعد بھی اس کے لئے جاری رہیں گے اور اس کا رزق بھی جاری رہے گا۔ اور فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ مَيِّتٍ يُّخْتَمُ عَلٰی عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنَمّٰی لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤَمَّنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر میت کا عمل موت سے ختم کر دیا جاتا ہے مگر جو شخص کہ اللہ تعالےٰ کے لئے سرحد اسلام کی حفاظت کر رہا ہے، اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ ایک دن اللہ تعالےٰ کے راستہ میں سرحد اسلام کی حفاظت کرنا، دوسرے کاموں میں ہزار دن لگے رہنے سے افضل ہے۔ (ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا اور کہا حدیث حسن ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا جِهَادٌ فِیْ سَبِيْلِیْ وَاِيْمَانٌ بِیْ وَ تَصْدِيْقٌ بِرُسُلِیْ فَهُوَ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ اَرْجِعَهٗ اِلٰی مَنْزِلِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيْحُهٗ رِيْحُ مِسْكٍ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنْ يَّشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَبَدًا، وَلٰكِنْ لَا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ۔

(اَلْكَلْمُ": اَلْجُرْحُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص میرے راستے میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے اپنے گھر سے نکلا ہو تو خدا تعالےٰ اس کا ضامن ہے یا اس کو جنّت میں داخل کر دے گا (اگر وہ شہید ہوگیا) یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ جہاد کے لئے) نکلا ہے کامیاب واپس پہنچا دوں گا۔ ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ وُہ کوئی زخم خدا کے راستہ میں نہیں کھائے گا، مگر قیامت کے دن اس کو اس حالت میں لیکر حاضر ہوگا، جیسا زخم کھانے کے وقت تھا اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا، اور بو مشک کی ہوگی، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا، تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کر رہا ہے کبھی پیچھے نہ رہتا، لیکن نہ میں خود اتنی وسعت پاتا ہوں، کہ سب کو سواری دوں، اور نہ مسلمانوں ہی میں اتنی وسعت ہے اور یہ ان پر گراں ہے کہ میں جہاد پر چلا جاؤں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک میں تمنّا رکھتا ہوں، کہ خدا کے راستہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں، پھر جہاد کروں، پھر شہید ہو جاؤں۔ اور پھر جہاد کروں، اور شہید ہو جاؤں (مسلم) امام بخاری نے اس حدیث کے بعض حصّہ کو ذکر کیا ہے۔

"الکلم" بمعنے زخم۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۲۸ رجادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء | شمارہ ۲۴

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مشتاق حسین بخاری

حلقہ ہائے قارئین میں بالعموم اور احباب میں بالخصوص یہ اطلاع بڑے تاسف سے سُنی جائے گی کہ ہماری انجمن خدام الدین لاہور کے دیرینہ رکن اور ناظم جناب میاں غلام حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مختصر سی علالت کے بعد ۷/ اکتوبر ۶۶ء جمعۃ المبارک بوقت ۴½ بجے سحر رحلت فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

؎ اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

میاں غلام حسین مرحوم و مغفور مرشدی مولائی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ کے تربیت یافتہ اور دیرینہ رفقائے کار میں سے تھے حضرت موصوفؒ کے ارشاد پر دامے درمے قدمے سخنے انجمن کی اعانت فرماتے رہے عرصہ ۳۵ سال تک انجمن کے دفاتر میں محتسب اور ناظم کی خدمات بلا اجرت نہایت قابل تقلید و رشک اخلاص سے بجا لائے۔ مشاہرہ و معاوضہ تو کجا کبھی معمولی کرایہ تک سواری کا قبول نہ فرمایا، خود فرمایا کرتے حضرت شیخ التفسیرؒ نے کئی مرتبہ فرمایا کہ میاں صاحب آپ قلعہ گوجر سنگھ سے تکلیف کر کے آتے ہیں کم از کم کرایہ تو دفتر سے لیا کریں لیکن میاں صاحب ہمیشہ عرض کرتے کہ حضرت میں انجمن کے کاغذات میں اپنے نام کچھ نہیں لکھوانا چاہتا اور حقیقت حال بھی یہی ہے کہ ایک پائی بھی انجمن سے انہوں نے اپنی گراں قدر خدمات کے عوض وصول نہ کی۔ صرف ایک مرتبہ بارش تھی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گرہ سے ڈیڑھ روپیہ تانگہ کا کرایہ دیا تو قبول کیا ہے۔

ہمیں اپنے فرض شناس جواں ہمت اور بے لوث ناظم کی موت پر بیحد صدمہ ہے جو عالم پیری میں بھی انجمن سے الگ نہ ہوئے بلکہ انتھک کوششوں سے اس کی فلاح و بہبود میں مصروف رہے۔ ہمیں قلق ہے کہ حضرت شیخ التفسیرؒ کے رفقائے کار ایک ایک کر کے اٹھتے چلے جا رہے ہیں اور یہ انجمن اب خالی ہوتی چلی جاتی ہے۔

حضرت شیخ التفسیرؒ عرصہ دراز تک میاں صاحب مرحوم کے مکان پر طالبات کو قرآن پاک پڑھانے تشریف لے جاتے رہے۔ حضرتؒ کے متوسلین جانتے ہیں کہ حضرتؒ بہت کم بالکل شاذ ہی دوسروں کے گھروں تک گئے کیوں کہ ایسا جانا تعلق خاطر ہی کی بناء پر ہوتا ہے۔

جناب چوہدری عبدالرحمٰن صاحبؒ اور قاضی مرید حسین صاحبؒ پہلے اللہ کو پیارے ہو چکے۔ میاں صاحب کے عقائد و اعمال اسلاف کے اسوۂ حسنہ پر تھے۔ جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ امیر انجمن کو میاں صاحب پر غایت درجہ اعتماد تھا دفاتر کی جملہ ذمہ داری ان کے سپرد تھی اور یہ حقیقت ہے کہ میاں صاحب مرحوم نے بھی اس اعتماد کو کماحقہ نبھایا اللہ تعالےٰ میاں صاحب کو ان بیش قیمت دینی خدمات کا عمدہ اجر دے۔

ہم میاں صاحب کی اہلیہ برادر خورد اور ان کی اولاد کے غم میں برابر کے شریک ہیں بلکہ ہم بذاتِ خود تعزیت کے مستحق ہیں کہ ہمارا ایک پختہ کار دیرینہ رفیق کار ہم سے الگ ہو گیا ہم اس کی رہنمائی تجربہ، اور بزرگانہ شفقت سے محروم ہو گئے۔

آئیے قارئین کرام ہم بطیب قلب بارگاہِ ایزدی میں میاں صاحب کے لئے دعائے مغفرت کریں اور ان کے پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا مانگیں۔ موت سے مفر نہیں ہم سب کو اسی راستے اور اسی منزل کی طرف جانا ہے۔

آغا شورش کو رہا کیجیے

آغا شورش کاشمیری ملک کے مایۂ ناز صحافی، محب وطن شاعر، بے مثال مقرر اور دیگر کئی خصوصیات کے حامل ہیں۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصّہ انگریز کی غلامی کے بعد کاٹنے اور غیر ملکی سامراج کے مظالم کے خلاف کلمۂ حق بلند کرنے کی پاداش میں جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے گزرا ہے اور وہ کون کون سے مظالم اور کون کون سی مصیبتیں ہیں جو اس مردِ حُر پر نہیں توڑی گئیں لیکن اس کا اشہب قلم برق رفتار ہوتا چلا گیا اور اس کی شعلہ نوا زبان انگریزی سامراج اور اس کے مظالم کے خلاف شعلے ہی اُگلتی رہی کیوں کہ شورش سب کچھ برداشت کر سکتا تھا حتیٰ کہ جان کی بازی بھی ہار سکتا تھا لیکن وطن کی عزت اور اسلام کی ناموس پر حرف آئے یہ اسے ہرگز گوارا نہ تھا۔

پھر جب پاکستان عالم وجود میں آ گیا اور انگریزی سامراج اپنا پشتارہ اٹھا کر رخصت ہو گیا تو شورش کے زبان و قلم ملک کی عظمت کے راگ الاپنے میں مصروف ہو گئے۔

(باقی برصفحہ ۴)



جمعرات ۲۰ جمادی الثانی مطابق ۶ / اکتوبر ۱۹۶۶ء

عبادات اور ذکر اللہ سے مقصود تزکیہ باطن وصول الی اللہ ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْد: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزرگان محترم! اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس مبارک مجلس میں شرکت کی سعادت نصیب فرمائی یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا سدا بہار چمنستان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تا ابد مہکتا ہوا اور ہرا بھرا رکھے اور ہم کو سراً وجہراً ذکر کرنے اور اپنے دلوں کو یاد الٰہی سے آباد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین حضرت رحمۃ اللہ علیہ نجات روحانی کے لئے کچھ نہ کچھ فرما دیا کرتے تھے اور اب انہیں کی اتباع میں یہ عاجز وگنہگار بھی اپنی بے بضاعتی کے باوجود بھی کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مقبول و منظور فرمائے۔

آج اس مجلس میں ایک حدیث بیان کرنا مقصود ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ فَقَدْ ذَکَرَ اللّٰہَ وَ اِنْ قَلَّتْ صَلٰوتُہٗ وَصِیَامُہٗ وَتِلَاوَتُہُ الْقُرْآنُ وَمَنْ عَصَی اللّٰہَ فَلَمْ یَذْکُرْہُ وَاِنْ کَثُرَتْ صَلٰوتُہٗ وَصِیَامُہٗ وَتِلَاوَتُہُ الْقُرْآنُ۔

جس شخص نے حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے اور تلاوت قرآن کم ہو اور جس نے اللہ رب العزت کی نافرمانی کی تو اس نے خدا کو یاد نہیں کیا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے اور تلاوت قرآن زیادہ ہو۔

امام غزالی کیمیائے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ کی تعریف یہ ہے کہ اوامر و نواہی جب درپیش ہوں تو گناہوں سے پرہیز کرے اور خدا کو یاد کرے اس کے احکامات کی تعمیل کرے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو صرف زبانی ذکر ہوگا۔ جو حقیقت سے بعید ہوگا

ظاہر ہے جو نماز برائیوں سے نہ روک سکے اور جو ذکر قلوب و اعمال کی اصلاح نہ کر سکے اس کے متعلق یہی کہا جائے گا ؎

بر زبان تسبیح در دل گاؤ خر۔

یاد رکھیئے! حقیقی نماز وہی ہے۔ جو برائیوں اور خواہشات سے روک دے اور صحیح معنوں میں ذکر اللہ وہی ہے جو انسان کو ظاہری و باطنی عیبوں سے پاک کر دے اور تزکیئے کا باعث بنے سستی سے دکھاوے کے لئے نماز پڑھنا بے معنی ہے اور اسی طرح جو ذکر خالصتاً لوجہ اللہ نہ ہو وہ بھی قطعی بے حقیقت ہے۔ مزید براں دوسری عبادات بھی اگر انسان کی اصلاح نہ کر سکیں اور ان سے مقصود اصلی حاصل نہ ہو تو یقیناً ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو برائیوں سے بچنے، محض اپنی رضا وخوشنودی کے لئے عبادت کرنے... تزکیہ کی دولت سے مالا مال ہونے اور وصول الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے اور یہی ہمارا مقصود حقیقی ہے۔

ہمارے خدا نے

(عارف ربانی)

یہ میدان وصحرا بنائے ہیں کس نے؟
یہ پل کھاتے دریا بہائے ہیں کس نے؟
ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

یہ گلشن میں پھولوں کی رنگیں قطاریں
بکھیری ہیں کس نے چمن میں بہاریں
ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

یہ چاند اور سورج بنائے ہیں کس نے؟
سیاہی کے پردے اٹھائے ہیں کس نے؟
ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

بقیہ: اداریہ

اور جب گذشتہ ستمبر میں بھارتی سامراج نے پاکستانی غیرت کو للکارا تو شورش تن من دھن لے کر میدان میں کود پڑا اور اس کا بے باک اور غیرت مند ضمیر پکار اٹھا۔

میرا سب کچھ میرے وطن کا ہے۔ پھر ہمارے خیال میں سترہ روزہ جنگ کے دوران شورش کے زبان وقلم نے جو خدمات انجام دیں وہ اکثر شعراء و ادباء کی مجموعی خدمات سے بھی زیادہ تھیں اور خود حکومت پاکستان نے بھی انہیں مختلف زبانوں میں نشر کیا۔ لیکن عین چھ ستمبر کو جب کہ ساری قوم یوم دفاع منا رہی تھی۔ اس محب وطن صحافی و شاعر اور مذکورہ بالا نغمے کے خالق کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت منٹگمری جیل بھیج دیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ شورش انسان ہے اور انسان خطا کا پتلا ہے اس سے بسا اوقات حساس اور جذباتی ہونے کے باعث مختلف شخصیات کے بارے میں بعض باتیں سرزد ہو جاتی ہیں لیکن اس کی حب الوطنی اور ملک دوستی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کا ریشہ ریشہ حب الوطنی کی بو باس سے تیار ہوا ہے تو اس میں ذرہ برابر دروغ اور خلاف حقیقت نہ ہوگا۔

تاہم اگر حکومت نے اپنی دانست اور اطلاعات کے مطابق ان کے مضامین، نظموں اور تحریروں کو مفاد عامہ کے منافی پایا ہے۔ تو انہیں کم ازکم یہ حق تو ضرور دینا چاہیئے۔ کہ ان کے خلاف کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے اور ان کے جرم کو ثابت کیا جائے۔

ہم ان الفاظ کے ساتھ اپنی معزز وموقر حکومت کو درخواست کرتے ہیں کہ وہ شورش کے کیس پر نظرثانی کرے۔ یا تو انہیں ان کی حب الوطنی اور ملکی خدمات کے پیش نظر رہا کر دیا جائے یا بصورت دیگر ان پر کھلی عدالت میں

خطبہ جمعہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء

بیحیائی پھیلانیوالے دنیا میں بھی عذاب میں گرفتار ہونگے

اور

آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے

حضرت مولینا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین المصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ:- بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

بزرگان محترم!

حق تعالیٰ شانہٗ نے آیت مذکورہ میں صاف اعلان فرمایا ہے کہ بے حیائی کی باتیں پھیلانے والے اور بے شرمی و بے غیرتی کو فروغ دینے والے دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوں گے اور آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اور بے حیائی و بے شرمی کس قدر بڑا فتنہ ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہی جانتے ہیں لیکن دنیا کے حالات کچھ ایسے ہوگئے ہیں کہ ہر طرف بے حیائی و بے شرمی کو ہی فروغ ہو رہا ہے۔ جس سمت نگاہ اٹھا کر دیکھو بے حیائی و بے غیرتی کا منظر سامنے ہوگا۔ اور فتنوں کا ایک جہان آباد نظر آئیگا

چار قسم کے فتنے بہت ہی بڑے ہیں فتنۂ زن، فتنۂ زر، فتنۂ زمین اور فتنۂ زبان۔ لیکن فتنۂ زن ان میں سب سے زیادہ خوفناک ہے۔ قرآن حکیم نے ان چاروں قسم کے فتنوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ غیبت، طعن و تشنیع، استہزاء، برے ناموں سے پکارنا، گالیاں دینا، ترشروئی سے بات کرنا، تلخی سے جواب دینا، عیب چینی کرنا وغیرہ زبان کے فتنے ہیں۔ قرآن و حدیث میں ان کی سخت مذمت کی گئی ہے اور مسلمانوں کو ان سے دور رہنے کی پرزور ہدایت کی گئی ہے خیانت و غبن، رشوت، چور بازاری، مالی ہیرپھیر، کم تولنا، یتیموں کا مال کھانا، کسی کا حق غصب کرنا، ناحق اور ناجائز مال کھانا اور معاملات و مقدمات کو عدالتوں میں لے جانا، دوسروں کو مال اور زمین کی بناء پر حقیر سمجھنا زر و زمین کے فتنے ہیں قرآن حکیم نے مسلمانوں کو ان سے بھی بچنے کی پرزور تلقین کی ہے اور اس کے متعلق سخت وعیدیں سنائی ہیں۔ بے حیائی، عریانی، بے پردگی، کسی کی بہو بیٹی کو چھیڑنا، کسی کی بہن بیوی پر تہمت لگانا، کسی عورت سے مذاق کرنا، کسی لڑکی کو اغوا کر لینا فتنۂ زن میں شمار ہوتے ہیں اور چونکہ ان کا تعلق انسانی ننگ و ناموس سے ہے اور انسان اس معاملہ میں نہایت ذکی الحس واقع ہوا ہے اس لئے یہ نہایت فتنہ خیز اور خوفناک ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ جب انسان کے آئینۂ غیرت کو ٹھیس لگتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے اور نتائج سے بے پرواہ ہوکر وہ کچھ کرگزرتا ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے دین فطرت ہونے کے باعث زنا کی سزا بھی سخت سے سخت رکھی ہے اور اس کے محرکات تک سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے خدائے اسلام نے یہی نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ یہ فرمان جاری کیا ہے کہ

لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ زنا کے محرکات تک سے بچو۔ پھر زنا کی سزا یہ مقرر فرمائی کہ زانی کو ہجوم عام میں سنگسار کیا جائے۔ یعنی پتھر برسا کر مار ڈالا جاتے اور اس پر قطعی رحم نہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ زنا کے معاملہ میں رضامندی کی صورت میں بھی دونوں کو سنگسار کر دیا جاتے اور ان کے ساتھ کوئی رعایت نہ برتی جائے۔

جان اور آبرو

محترم حضرات! اسلام نے جان کے معاملہ سے بھی زیادہ آبرو کے معاملہ کو سخت رکھا ہے قاتل کے لئے تو اتنی رعایت بھی ہے کہ اگر مقتول کے ورثاء اسے معاف کردیں یا خون بہا پر راضی ہو جائیں تو اس کی جان بچ سکتی ہے۔ مگر زنا میں اس کی کوئی رعایت نہیں۔ اس کی وجہ بھی ہے کہ لوگوں کو عبرت ہو اور کوئی اس گناہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔

آج زنا کی جو کثرت ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ اول تو رضامندانہ زنا قانوناً جرم نہیں۔ دوسرے مقدمات کی نوعیت ایسی ہے کہ لوگ اپنی رسوائی کے باعث عدالتوں میں جانا پسند نہیں کرتے۔

اللہ مہربان ہے

چونکہ زنا کی سزا نہایت لرزہ خیز ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ نہایت مہربان ہے اس لئے اس نے نہایت محتاط طریق پر زنا کے محرکات و عوامل کے انسداد کی بھی پوری سعی کی تاکہ کوئی اس کا ارتکاب ہی نہ کرسکے۔ اور جذبات میں ہیجان ہی نہ پیدا ہو۔ ظاہر ہے عورت و مرد کے اندر ایک زبردست کشش رکھی گئی ہے۔ اور جب ہیجان غالب ہوتا ہے تو انسان کی دو تہائی عقل جاتی رہتی ہے۔ اس میں خدا کی حکمت ہے کہ اگر یہ جذبہ اتنا بے پناہ نہ ہوتا تو دنیا میں کون اہلی اور عائلی مصائب اور خرخشے خریدنے پر تیار ہوتا؟ کیوں عورت بار بار وضع حمل۔ رضاعت اور اولاد کی پرورش کی تکالیف اٹھانے پر تیار ہوتی؟ اور کیوں مرد اپنی جان کو پریشانیوں میں ڈالتا؟

صورت نکاح

یہ اسی بے پناہ جنسی جذبہ کی کارروائی ہے کہ عورت و مرد مل کر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں فطری خواہش کے مطابق عورت و مرد کی یکجائی تو ضروری تھی ہی اس سے کوئی بچ ہی نہ سکتا تھا۔ ناجائز طریق میں صد ہزار خرابیاں تھیں۔ چنانچہ صحیح اور جائز صورت نکاح پیدا کی۔ یہ صورت نہ ہوتی تو اولاد کس کی تسلیم کی جاتی؟ کون اس کی پرورش پر تیار ہوتا؟ اور عورت اپنی خلقی کمزوری کی بنا پر دوران حمل میں کس طرح اپنی معاش پیدا کرسکتی؟

آپ غور فرمائیے تو صاف پتہ چلے گا کہ نکاح ہی سے تمدن ظہور پذیر ہوا۔ مکان بنے تاکہ مرد اس کے اندر عورت کو رکھ سکے۔ اولاد ہوئی تو اس کی تعلیم کے لئے اسکولوں اور کالجوں کی ضرورت داعی ہوئی اس کی فلاح و بہبود کے لئے اندوختہ رکھنے اور جائیداد پیدا کرنے کی فکر ہوئی رشتہ داریاں قائم ہوئیں۔ اور اس طرح گلشن معاشرت میں بہار آگئی۔

پردہ کا حکم

قرآن نے زنا سے روکنے کے لئے "غض بصر" کا حکم مرد و عورت دونوں کو دیا اور حکم دیا کہ دونوں اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ ایک دوسرے پر نظر نہ ڈالیں اور اپنی عفت و عصمت کی نگہداشت کریں۔

چونکہ ننگ و ناموس کے معاملہ میں دونوں کو دخل ہوتا ہے اس لئے دونوں کے لئے جداگانہ مگر یکساں حکم دیئے۔ پھر عورت کا معاملہ خاص ہے۔ اس کی ہر چیز، ہر ادا اور ہر عضو مرد کے لئے پرکشش ہے۔ اس کی رفتار میں رعنائی، اس کی گفتار میں مقناطیسیت، اس کے بالوں میں سحر اور اس کے سینہ پر ابھار ہوتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جبکہ

اس نے بناؤ سنگار کیا ہو تو اور بھی قاتلِ ہوش و خرد بن جاتی ہے اور اس کے خلخال کی آواز مرد کے قلب میں ہیجان برپا کر دیتی ہے اس لئے غضِ بصر (نگاہیں نیچی کرنے) کے علاوہ مزید حکم دیا۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ

یعنی عورتیں جہاں نیچی رکھیں وہاں اپنا سنگھار بھی کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ صرف وہی اعضاء کھلے رہیں تاکہ سینہ کا ابھار مخفی اور غیر نمایاں رہے۔ پاؤں دھمک کر بھی نہ چلیں۔

برادرانِ عزیز!

نگاہیں نیچی ہوں گی تو اوّل تو نظر ہی نہ پڑے گی اور پڑ بھی گئی تو پرکشش اعضاء اور زینتوں کے مقامات ڈھکے ہونے کی وجہ سے یہ نقصان رساں ثابت نہ ہو گی۔ آیت بہت جامع اور نفسیاتی پہلو سے بہت بلیغ ہے جس پر مستقل بیان ہو سکتا ہے لیکن یہاں صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ۔ ان احکام پہ اگر پورا عمل کیا جائے۔ اور کسی کی کسی پر نظر نہ پڑے تو اس سے ہزار فتنوں اور بے حیائیوں کا استیصال ہو سکتا ہے۔ آپ دیکھ لیجئے، جن قوموں میں پردہ نہیں ان میں زنا عام ہو چکا ہے اور بے حیائی اپنی حد کو پہنچ چکی ہے۔ یہاں بھی مغربی الحاد کی اندھیریوں اور مذہب سے بیگانگی نے مسلمانوں کے اخلاق کو بڑی حد تک ماؤف کر دیا ہے۔ پردہ محض نمائش اور برائے نام رہ گیا ہے۔ دوپٹے اوڑھے جاتے ہیں مگر ان سے مقصود پورا نہیں ہوتا۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ دوپٹے سر و سینہ پر نہیں ٹھہرتے اور جن چیزوں کے چھپانے کا حکم تھا وہی خصوصیت کے ساتھ کھلی رہتی ہیں، پھر جو دوپٹے اوڑھے جاتے ہیں وہ اتنے باریک ہوتے ہیں۔ کہ ان سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی کو باریک دوپٹہ پہنے ہوئے دیکھا تو بر افروختہ ہو گئیں۔ جھپٹ کر اُسے پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا لیکن آج کل تو بعض فیشن زدہ عورتوں نے سرے سے پردہ کا تکلف ہی اڑا دیا ہے حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر سر و سینہ کامل طور پر ڈھکے ہوئے نہ ہوں تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

آج کسے بتایا جائے کہ قرآن حکیم نے زنا کے محرکات تک کو روکنے اور بے حیائی سے بچانے کے لئے کیا کیا احتیاطیں پیش کی ہیں۔ آج کون سمجھتا ہے کہ عورت کا تمام جسم ستر میں شامل ہے صرف پہنچوں تک ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے تک پاؤں اور چہرہ کھلا رہ سکتا ہے اور وہ بھی محارم کے سامنے لیکن اب کسی کو احساس ہی نہیں۔ آستین سکڑ کر پہنچوں تک، کہنیوں سے بازوؤں تک اور بازوؤں سے بغلوں تک پہنچ گئی ہیں۔ گریبان کھلتے کھلتے سینہ کی عریانیوں تک آ پہنچا ہے گریبان اور لمبی آستینوں کا تو رواج ہی معدوم ہو گیا ہے اور جو لباس پہنا جاتا ہے وہ اتنا باریک اور چست ہوتا ہے کہ اس میں جلد صاف جھلکتی ہے اور جسم کا ایک ایک عضو علیحدہ علیحدہ نظر آتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عورتیں اگرچہ لباس پہنے ہوئے ہوں گی مگر پھر بھی برہنہ ہوں گی اور جو عورت ایسا لباس پہنے گی اُسے شدید عذاب دیا جائے گا۔ امراء کی عورتوں کے مقابلے میں غرباء کی عورتوں کا لباس بہت بہتر ہے کہ اس سے ستر قائم رہتا ہے۔

قرآن کریم نے حکم دیا تھا۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ زمانہ جاہلیت کی طرح اپنا سنگھار نہ پھر دکھاتی، بن ٹھن کر باہر نہ نکلو۔

لیکن آج یہ وباء عام ہو رہی ہے حالانکہ حق تعالٰے شانہٗ کی یہ وعید واضح طور پر موجود ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ بے حیائی کی باتیں پھیلاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ پہلے بھی بہت سی قومیں اسی پاداش میں تباہ ہو چکی ہیں اور مغربی ممالک پر جو آگ برس رہی ہے اور قہر الٰہی کی بجلیاں تڑپ رہی ہیں وہ بھی اسی کا نتیجہ ہیں کہ وہاں بے حیائی اور زنا عام ہو گیا ہے۔

مقامِ عبرت

اب جو لوگ عورتوں کی غیر شرعی آزادئ نسواں کے حامی ہیں ان پر واضح ہونا چاہیئے کہ انہیں آخرت میں جو عذاب دیا جائے گا وہ تو دیا ہی جائے گا دنیا میں بھی وہ اس سے نہ بچ سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں بے حیائی اور حیا سوز فیشن پھیلے ہیں ان گھروں اور خاندانوں کی عافیت حرام ہو چکی ہے اور یہ عذاب بھی بہت بڑا عذاب ہے جس نے زندگیاں مبتلائے عذاب بنا کر رکھ دی ہیں۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ وَمَا بَطَنَ

بے حیائی کے کاموں اور باتوں کے تو قریب ہی نہ پھٹکو خواہ وہ علانیہ ہوں یا خفیہ۔

کاش ان ارشاداتِ ربانیہ پر عمل کیا جائے تو کبھی کہیں فتنے پیدا نہ ہوں اور بے حیائی ناپید ہو جائے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

بقیہ اخلاق محمدیؐ

اُسے سب سے بڑھ کر ہو (۲) کسی بھائی سے محض اللہ کے لئے محبت رکھتا ہو، کوئی غرض شامل نہ ہو۔ (۳) کفر میں جا پڑنے کو ایسا بُرا جانتا ہو جیسا آگ میں گر جانے کو سمجھتا ہے۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھر میں رسی لٹکی دیکھی۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا۔ فلاں عورت نے لٹکا رکھی ہے۔ رات کو (عبادت کرتی ہے) جب اونگھنے لگتی ہے تو اس سے لٹک پڑتی ہے۔ فرمایا۔ اسے کھول دو۔ عبادت (نافلہ) اس وقت تک کرو کہ نشاطِ طبع قائم رہے۔ (بخاری)

لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالٰے کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسند ہے فرمایا۔ جو عمل ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ مقدار میں کم ہی ہو۔ پھر فرمایا۔ عمل (عبادات) اتنا ہی کیا کرو جسے بآسانی کر سکو۔ (بخاری)

بنی اسد کی ایک عورت کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ وہ تمام شب عبادت کیا کرتی ہے۔ فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ اعمال بقدر طاقت ادا کرو۔ (بخاری)

عبداللہ بن عمرو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ میں نے سنا ہے کہ تم راتوں کو برابر جاگتے اور دن کو برابر روزہ رکھا کرتے ہو۔ عبداللہ نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ اب ایسا نہ کرو۔ روزہ بھی رکھو اور کچھ وقت کے لئے چھوڑ بھی دو۔ رات کو عبادت کے لئے جاگو بھی اور سوؤ بھی۔ دیکھ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری آنکھ کا بھی تجھ پہ حق ہے، تیری بیوی کا بھی تجھ پہ حق ہے۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر لایا کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں سے مانگا کرے اور لوگ اسے دیا کریں۔ (بخاری)

فرمایا۔ قابلِ رشک دو شخص ہیں۔

(۱) جسے خدا نے مال دیا اور اس مال کو جائز جگہ صرف کرنے کی توفیق بھی اُسے ملی ہو (۲) جسے خدا نے حکمت عطا کی ہو۔ وہ اس پر خود عمل کرتا ہو اور دوسرے کو اس کی تعلیم دیتا ہو۔ (بخاری)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۶ جون ۱۹۶۶ء

مرتب محمد عثمان غنی

سورہ المائدہ ۔ رکوع ۱ آیت ۱-۲ ۔ پارہ ۶

گذشتہ سے پیوستہ

میرے دوستو میرے بزرگو! جیسا کہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں ۔ اسی سورت کے متعلق یہ سورۃ المائدہ آخری سورت ہے اسی سورت میں اللہ تعالیٰ نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط نازل فرمایا ۔ اس آیت میں اور اس سے پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کا جوہر بیان فرمایا اور یہ بیان فرمایا کہ اللہ کے احکام پر تم عمل کب کر سکو گے ۔ عمل کی قوت کب پیدا ہو گی ۔ عمل میں لذت کب آئے گی ۔ عمل میں تمہارے اندر ایک جذبہ کیسے پیدا ہو گا ۔ وہ ہے میرے بزرگو! تعظیم شعائر اللہ ۔ اللہ کے شعائر کی تعظیم ۔ شعائر جمع شعیرہ کی ہے ۔ شعیرہ کہتے ہیں ۔ نشانی کو ۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کے بعد انسان کے دل میں قوت عملی اور عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ دیکھئے میرے بزرگو! یہ ادب ہی ساری بنیاد ہے ۔ اور میں تو کبھی کبھی اس کی مثال میں یہ کہا کرتا ہوں کہ ایک آدمی کے ساتھ تین شخص ہوں ۔ تینوں اس سے ایک ہی بات کہتے ہوں ۔ ایک آدمی کہتا ہے "کہ مجھے ایک گلاس پانی کا دو" (وہ اس کا بھائی ہے) دوسرا کہتا ہے "مجھے ایک گلاس پانی کا دو" (وہ اس کا بیٹا ہے) تیسرا کہتا ہے "مجھے ایک گلاس پانی کا دو" (وہ اس کا باپ ہے) اب کہنے والے تین ہیں ۔ ایک باپ ایک بھائی، ایک بیٹا، سننے والا ایک ہے ۔ تینوں ایک ہی بات کہہ رہے ہیں اگر بیٹا وفادار ہے ۔ اور کچھ سمجھ عقل رکھتا ہے تو سب سے پہلے کس کی بات مانے گا؟ بھائی کی بات کو؟ بیٹے کی بات کو یا باپ کی بات کو؟ باپ کی بات کو مانے گا ۔ کیونکہ باپ کے درمیان اور بیٹے کے درمیان ایک نسبت اور ربط ہے ۔ وہ اسے مجبور کرتا ہے کہ باپ کی بات کو مانے اسی کا نام ہے ادب ۔ اسی کا نام ہے تعظیم، اسی کا نام ہے توقیر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔

آج جو ہم میں فتنے پھیل رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں ۔ حضور ایک ڈاکیئے تھے ۔ پوسٹ مین تھے ۔ خط دیا چلے گئے یہ غلط ہے ۔ یہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہے ۔ امام الانبیاء کے حقوق ہیں اور اللہ کے تمام شعائر کے حقوق ہیں ۔ ان کی تعظیم دل میں بیٹھے گی بھائی! تب ادب ہو گا ۔

ہمارے ایبٹ آباد میں ایک دوست ہیں ۔ دوست نہیں بلکہ ایک بزرگ ہیں قاضی محمد اعظم صاحب، پرانے زمانے کے تعلیم یافتہ ہیں ۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے کھانے پر بلایا ۔ میں گیا تو بڑے اچھے مرغن کھانے پکے تھے ۔ مگر قاضی صاحب نے کسی گوشت کی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا ۔ تو میں نے پوچھا "کیا آپ کچھ بیمار ہیں" انہوں نے کہا نہیں ۔ میں تمہیں ایک قصہ سناتا ہوں ۔ فرمایا میں جب انگلینڈ جانے لگا (۲۲ ۱۹ء-۲۳ ۱۹ء) کی بات ہے) میں جب مزید تعلیم کے لئے انگلینڈ جانے لگا تو میری والدہ مرحومہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ "بیٹا دیکھنا تم ولایت جا رہے ہو ۔ وہاں پر تو برے کا گوشت (خنزیر کو پہلے زمانے کے لوگ "برا" کہتے تھے ۔ (بد) "بد"، کے معنی برا ۔ اب تو خنزیر کے متعلق ہمارا پتہ نہیں کیا کیا نظریہ بدل رہا ہے اللہ مسلمانوں کو سمجھ نصیب فرمائے) تو مجھے میری ماں نے کہا کہ بیٹا دیکھنا وہاں پر تو خنزیر کا گوشت ہے تم استعمال نہ کرنا انگلینڈ میں) تو میں نے والدہ کو یقین دلایا کہ "اماں جی میں انشاء اللہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا ۔ اور میں نہ کھاؤں گا خنزیر کا گوشت ۔ لیکن وہ پرانے زمانے کی صالح نیک خاتون تھیں ۔ انہوں نے کہا "نہیں بیٹا دیکھنا انسان کہیں پھنس جاتا ہے"۔ تو قاضی صاحب فرماتے ہیں "کہ میں نے سوچا کہ اگر میری ماں کے دل میں یہ شبہ رہا میرے جانے کے بعد ۔ تو میرے لئے جو دعاؤں کا جو ذریعہ ہے وہ ٹوٹ جائے گا میں چاہتا ہوں کہ میں ماں کو خوش کر کے جاؤں ۔ تاکہ میرے بعد میری ماں میرے لئے دعائیں کرتی رہے (اللہ مجھے اور آپ کو والدین کی دعائیں حاصل کرنے کا طریقہ سمجھائے ۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ ان کا ادب نصیب فرمائے) تو میں نے کہا اماں جی پھر آپ کی تسلی کیسے ہو سکتی ہے ۔ اچھا پھر چلو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں، میں قسم کھاتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں ۔ میں کسی بھی چیز کا گوشت نہ کھاؤں گا ۔ چنانچہ میں اس قسم کا پابند ہوں ۔ آج تک نہ گائے کا گوشت کھاتا ہوں ۔ نہ بھینس کا، نہ بکری کا، نہ مرغے کا" تو جو مرغے کا گوشت کا گوشت نہ کھائے وہ خنزیر کو کیسے ہاتھ لگا سکتا ہے ۔ میری ماں مجھ سے خوش ہو گئی ۔ میرے لئے بڑی دعائیں کیں تو میرے گوشت نہ کھانے کا اصلی سبب یہ ہے"۔

تو دیکھئے جی ۔ اگر قاضی صاحب کے دل میں ماں کی محبت نہ ہوتی تو وہ ماں کی بات کو مانتے! آج ہمارے دلوں سے عظمت اٹھ چکی ہے ۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔ آج ہمارے دلوں سے وقار اٹھ چکا ہے قرآن مجید کا ۔ آج ہمارے دلوں سے رب العالمین کی ہیبت اور جلال اٹھ چکا ہے ۔ ورنہ میرے دوستو! مسلمان کے سامنے خدا کا نام آجائے قرآن مجید کی آیت پیش کی جائے ۔ امام الانبیاءؐ کی حدیث پیش کی جائے، علمائے اسلام کا فقہ پیش کیا جائے، اہل اللہ کے اقوال پیش کئے جائیں ۔ اور پھر مسلمان ان میں کیڑے نکالیں، کیا مسلمان کا یہ کام ہے ۔

اس لئے اس آیت میں تعظیم شعائر اللہ کو بیان کیا گیا اور تعظیم شعائر اللہ کا تعلق میرے بزرگو! دل کے تقوے کے ساتھ ہے ۔ آپ پہلے پارہ میں پڑھ چکے ہوں گے ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ط ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ط قرآن مجید ہدایت ہے ۔ متقی لوگوں کے لئے، پرہیز گاروں کے لئے، قرآن کریم میں تقوے کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک ہے تقویٰ زبان کا (۲) ایک ہے تقویٰ اعمال کا ۔ (۳) اور ایک ہے تقویٰ دل کا ۔ زبان کے تقویٰ کے متعلق فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور زبان کو پرہیز گار بناؤ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ بات وہ کہو جو بڑی پختہ بات ہو ۔۔۔۔۔ !

امام الانبیاءؐ فرماتے ہیں ۔ مومن یاوہ گو نہیں ہوتا ۔ کوئی ایسی بات نہ کہو جو بے فائدہ ہو ۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم نے گپ لگا دی ۔ یاد رکھو مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ط تم جو بات منہ سے نکالتے ہو وہ بھی لکھی جاتی ہے ۔ اور قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا "تم نے اپنے منہ سے یہ باتیں نکالیں"! یہ زبان کیا سمجھتے ہیں ہم! یہ تو زبان میرے بھائی اللہ تعالیٰ کی وہ بڑی نعمت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کسی کی زبان بند کر دے تو کوئی چلا نہیں سکتا ۔ دنیا میں جتنے ہمارے بچے، بھائی گونگے ہیں ۔ زبانیں لگی ہوئی ہیں ساتھ ۔ لیکن چل نہیں سکتیں ۔ گونگوں کی تعلیم کے لئے کالج تو ہم نے کھول دئے لیکن کوئی ایسا کالج بھی کھولا ہے کہ گونگا بولنے لگے؟ اگر ہے کسی کے قبضے میں طاقت ہو تو گونگوں کو بلوا دے جسے اللہ بلوائے کوئی روک نہیں سکتا ۔ اور جسے اللہ نہ بلوائے کوئی بلوا نہیں سکتا ۔ تو زبان اللہ کی امانت ہے ۔ اس امانت کو تو وہاں استعمال کرو ۔ جو کل ہمیں ندامت نہ ہو ۔

صحیح حدیث میں آتا ہے ۔ امام الانبیاءؐ پہلے

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ . . . بلکہ ایک حدیث آتی ہے۔ مشکوٰۃ میں موجود ہے (یہ سب حدیثیں اخلاق ہیں) تبھی تو کہتے ہیں کہ حدیثیں نہ پڑھو، ورنہ نیک بن جاؤ گے۔ افسانے پڑھو۔ اور شکسپیئر کے ڈرامے پڑھو، ٹیگور کی کتابیں پڑھو۔ اور فلاں ورگور کی کتابیں پڑھو، نہ امام غزالی کو پڑھو نہ امام رازی کو پڑھو، نہ محمد قاسم نانوتوی کو پڑھو۔ نہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھو۔ ان کو چھوڑو یہ تو سب پرانی قسم کے آدمی ہیں۔ اور حدیثیں یہ تو ویسے لکھی ہوئی باتیں ہیں۔ حدیثوں میں کیا ہے جی! کوئی حدیث غلط بتا دیجئے۔ کیا لکھا ہے حدیثوں میں میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں یہ سب حدیثیں ہی تو ہیں۔ امام الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ انسان کی زبان گوشت کا ایک ایسا لوتھڑا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو سارے اعضاء زبان کو خطاب کرتے ہیں کہ دیکھ اے زبان خدا کو مان۔ اگر تو درست رہی تو ہم سارے درست اور امن میں رہیں گے اور اگر تو خراب ہوگئی تو سارا بدن خراب ہو جائے گا۔

حضرت معاذؓ نے یہاں پر پوچھا۔ اے نبی اللہ انؤاخذ بما نتکلم بہ۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم سے ان باتوں کا بھی جواب لیا جائے گا جو ہم بولتے ہیں؟ یہ بول چال بھی حضور کسی شمار میں ہے؟ آگے آتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "اے معاذ تجھے تیری ماں روئے قیامت کے دن جہنم میں جو لوگوں کو الٹا ٹالا جائے گا۔ یہ زبان ہی کا تو پھل ہوگا۔" اس لئے حدیثوں میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روزانہ زبان کو کھینچتے تھے اور یہ حدیث پڑھ کر خطاب کرتے تھے۔ تو پہلا تقویٰ کیا ہے میرے بزرگو! یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً پہلا تقویٰ ہے زبان کا۔ ارے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور بات وہ کرو جو سچی ہو۔ تمہاری زبان سے تقویٰ ٹپکے۔ جب تمہاری زبان کھلے تو یا اللہ کا نام لے یا کوئی دین کی بات کرے کوئی ضرورت کی بات کرے۔ آج ہم میں یہ بھی بہت بڑی بیماری ہے۔ میرے بزرگو! (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو معاف فرمائے اللہ ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرمائے) آپ کسی بڑی سے بڑی مجلس میں چلے جائیں۔ وہاں آپ بیٹھیں گے جو دوست آپس میں بے تکلف ہیں۔ ان کی مجلسوں میں وہ یاوہ گوئی ہوتی ہے۔ کہ الاماں والحفیظ ٹیلیفون کرنا ہو تو پہلے دو تین منٹ تو ٹیلیفون پر بھی گپیں لگتی ہیں، مذاق ہوتا ہے اور ناجائز مذاق ہوتا ہے اس کے بعد کوئی کام کی بات ہوتی ہے۔ یہی حال خط و کتابت میں ہے۔ دوستوں کی مجلسوں، میں بھی یہی حال ہے "اجی میرا بڑا بے تکلف دوست ہے۔" بھائی کیا بے تکلفی تم نے کی؟ دو گالیاں اس نے دیں۔ دو گالیاں میں نے دے دیں۔ اس نے میرا نامۂ اعمال سیاہ کیا۔ میں نے اس کا نامہ اعمال سیاہ کر دیا (یہ بے تکلف دوست ہیں) بے تکلف دوست نے قرآن پڑھا؟ امام الانبیاءؐ کی حدیث پڑھی کسی اللہ کے ولی کی بات کی؟ یا اپنی کوئی دنیا کی بات کی؟ دنیا کی بات کرے۔ لیکن ایسی بات کرے کہ وہ اللہ کے سامنے پیش ہو تو ندامت نہ ہو۔

میرے دوستو! میرے بھائیو! ہماری ساری باتیں ریکارڈ ہوتی ہیں جو ریکارڈر میرے اور آپ کے پاس بیٹھے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ کلا بل تکذبون بالدین ۰ وان علیکم لحٰفظین ۰ کراماً کاتبین ۰ یعلمون ما تفعلون ۰ یہ جو ہمارا بدن ہے سارا ریکارڈ ہے۔ ہماری ہڈیاں ریکارڈ ہیں۔ یہ سب کچھ اخذ کرتی ہیں اور قیامت کے دن یہ سب بولیں گی۔ تمہارے چمڑے بولیں گے اور پھر تعجب کے ساتھ پوچھا جائے گا۔ وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا او چمڑو تم کیسے بول پڑے قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء ط وہ کہیں گے کہ آج تو ہر چیز بولتی ہے۔ جس اللہ نے ہر چیز کو بلایا اس اللہ نے ہم کو بھی بلایا۔ تو پہلا تقویٰ میرے بزرگو! زبان کا تقویٰ ہے۔

دوسرا تقویٰ ہے اعمال کا۔ قرآن مجید میں اعمال کے متعلق بڑی تاکید فرمائی۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ط ایسے ہی فرمایا تم پر نماز مقرر کی گئی تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ یہ ہے اعمال کا تقویٰ

اور ایک ہے تقویٰ دل کا۔ اعمال کا تقویٰ کب پیدا ہوگا؟ زبان کا تقویٰ کب پیدا ہوگا جب دل میں تقویٰ پیدا ہو اور دل کا تقویٰ کب پیدا ہوگا۔ قرآن مجید کو آپ دیکھ لیں۔

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب ط جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ اس کا دل پرہیزگار ہے۔ نماز اللہ کی علامت ہے۔ قرآن حکیم اللہ کی علامت ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے داعی ہیں۔ ان کی تعظیم کرتا ہے۔ مسجد میں جاتا ہے کہتا ہے کہ یہ میرے خدا کا گھر ہے۔ میری کوٹھی میں اور اس گھر میں میرے دفتر میں اور گھر میں بڑا فرق ہے میں اپنے گھر میں تھوک سکتا ہوں۔ میں اپنے گھر میں لیٹ سکتا ہوں میں اپنے گھر میں گپ لگا سکتا ہوں۔ لیکن یہ؟ ادھر یہ تو خدا کا گھر ہے۔ آج جو ہم مسجدوں میں کرتے ہیں وہ بھی ہمیں پتہ ہے۔ مسجدیں ہماری کیا ہیں۔ مسجدیں ہماری دفع الوقتی اور گپ شپ کے مقامات ہیں۔ حالانکہ صحیح حدیث ہے۔ میرے بزرگو! امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب مسجد میں کوئی آدمی بیٹھتا ہے۔ جہاں نماز پڑھتا ہے۔ اس پر اللہ کی رحمت کے فرشتے نازل ہوتے رہتے ہیں۔ مالم یحدث بھی آتا ہے اور مالم یحدث بھی آتا ہے۔ (جب تک بے وضو نہ ہو جائے) اگر وضو ٹوٹ گیا۔

جب تک اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا ہے اللہ کے فرشتے رحمتیں نازل کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جب اس نے وضو توڑ دیا تو اب چونکہ وضو توڑنے کے بعد اس نے اس رشتے کو کاٹ دیا۔ اس لئے اب وہ رحمتوں کا دروازہ بند ہوگیا۔ اس پر اب وہ رحمتیں نہیں آئیں گی۔ اس لئے باوضو رہنا میرے دوستو! بہت بڑی عبادت ہے۔ وہ ایسی عبادتیں ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا ——— دیکھئے! ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ بے وضو پڑھ رہا ہو۔ جوتے چرانے کے لئے آیا ہو۔ مخبری کرنے آیا ہو۔ ایک آدمی سارا دن گھر میں کھوجے مارتا ہے آم کھا رہا ہے مالٹے اور آلو بخارا کھا رہا ہے اور شام کو آپ کے پاس افطاری کے لئے بھی آجاتا ہے۔ آج بڑی گرمی تھی جی، سارا دن بڑی تکلیف میں گزارا ہے چھوٹے بچے کا بھی روزہ ہے، اور اس کی امی کا بھی روزہ ہے اور سب کھوجے مار رہے ہیں۔ (اللہ ہدایت نصیب فرمائے (مسلمانوں کو) تو کیا پتہ آپ کو روزہ ہے یا کھوجا ہے۔ لیکن وضو ایسی عبادت ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو پتہ نہیں اور اسی طرح روزہ ایسی عبادت ہے کہ اللہ کے بغیر کسی کو پتہ نہیں۔ یہ دو عبادتیں بڑی خصوصی عبادتیں ہیں۔ اسی لئے امام الانبیاءؐ فرماتے ہیں کہ باوضو رہنا چاہیئے۔ جو آدمی ہر وقت باوضو رہتا ہے اللہ کی رحمتیں اس پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں بات کرنے والے کے متعلق ارشاد سنا رہا تھا کہ تعظیم مساجد اللہ کے شعائر کی تعظیم میں آج ہم کیا کر رہے ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نمازی جب تک مسجد میں رہتا ہے یا اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے وہ بے وضو نہیں ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے رحمت نازل کرتے رہتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے مالم یحدث۔ جب تک گپ شپ شروع نہیں کرتا۔ لیکن جب دنیاوی بات شروع کر دیتا ہے۔ تو پھر فرشتے یوں خطاب کرتے ہیں۔ فرشتے تین باتیں کہتے ہیں۔ اسکت یا ولی اللہ اللہ کے دوست زبان بند کر کیا کر رہا ہے۔ تو تو مسجد میں ہے۔ چپ کر کے بیٹھ، اللہ کا ذکر کر تو نے کیا گپ شپ شروع کر دی اگر وہ چپ نہیں ہوتا تو

خدا سب کا

لیکن خدا کا کوئی کوئی

محترم میاں غلام حسین صاحب قلعہ لچھر سنگھ لاہور

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

(پ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۷۳،۱۷۲)

ترجمہ: اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں - انہوں نے کہا ہاں ہے - ہم اقرار کرتے ہیں کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا۔

آدم علیہ السّلام کی تمام ذرّیت کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی آدم علیہ السّلام کی پشت سے نکالا ان کو عقل اور گویائی عطا کی اور ان سے کہا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا بَلٰی ہاں تو ہمارا رب ہے پھر فرمایا کہ میں ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں کو اور تمہارے باپ آدم علیہ السّلام کو گواہ کرتا ہوں تاکہ کل قیامت کے روز تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم کو خبر نہ تھی - میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے کسی کو میرا شریک نہ کرنا اس عہد کی یاد تازہ کرنے کے لئے انبیاء علیہم السّلام کو مبعوث فرمایا جو اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے احکام سناتے رہے اور خود نمونہ بن کے دکھاتے رہے اب قیامت کے دن یہ عذر مسموع نہ ہوگا کہ ہمیں تو وہ عہد یاد ہی نہیں رہا۔ فطرتی طور پر ہر شخص جانتا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہاں اس کا قائل ہے اگر کوئی اس کا منکر ہے یا شریک کرتا ہے تو وہ اپنے عقل ناقص کی وجہ سے کرتا ہے۔

تمام عقائد حقہ اور ادیان سماویہ کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ انسان خدا کی ہستی اور اس کی ربوبیت عامہ پر اعتقاد رکھے مذہب کی ساری عمارت اسی سنگ بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے جب تک یہ اعتقاد درست نہ ہو مذہبی میدان میں عقل و فکر کی رہنمائی اور انبیاء و مرسلین کی ہدایت کوئی نفع نہیں دے سکتی۔ قدرت نے بنی آدم کو اس اساسی عقیدہ کی تعلیم سے فطرتاً بہرہ ور کر دیا اس کے بغیر مذہب کی عمارت کا کوئی ستون کھڑا نہیں رہ سکتا یہ اسی ازلی اور خدائی تعلیم کا اثر ہے کہ اولاد آدم علیہ السلام ہر قرن اور گوشہ میں حق تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کے عقیدے پر کسی نہ کسی حد تک قائم رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا تناسب اجزاء کو دیکھا جائے تو عقل حیران رہ جاتا ہے دوسرے حیوانات سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو قدرتِ حق کا تماشا نظر آتا ہے پھر اس کو ظاہری اور باطنی خوبیاں عطا فرمائیں اس کو سمیع و بصیر حکیم وگویا بنا دیا گویا کہ اپنی صفات عالیہ سے حصّہ عطا کیا۔ باطنی لحاظ سے بھی انسان ایک عجیب مجموعہ ہے تمام عالم کا نمونہ ہے۔ ذروں سے لے کر ستاروں تک کی دنیا انسان کے لئے پیدا کی گئی - پہاڑ، دریا، چرند، پرند، جمادات حیوانات اور نباتات غرضیکہ کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت میں مصروف ہے لیکن انسان ان میں سے کسی کے لئے بھی پیدا نہیں کیا گیا انسان کی پیدائش کا مقصد ساری کائنات کی تخلیق سے بالکل مختلف ہے۔ انسان کو صرف عبودیت کی تکمیل کے لئے پیدا کیا گیا ہے - یہ سارا کارخانہ قدرت صرف اس کی عبودیت کے اظہار کے لئے ہے۔ انسان خاکی کی خاک کا ہر ہر ذرّہ اور اس کے مرکب جسم کے خون کا ہر ہر قطرہ پروردگار عالم کے احسانات اور رحمتوں میں جکڑا ہوا ہے۔ انسان اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو یہ شمار اس کی طاقت سے باہر ہے۔ انسان کا یہ کوئی ذاتی کمال نہیں ہے ہر نعمت عطاء و بخشش ہے اور یہ بخشش کسی استحقاق کی بناء پر نہیں کی گئی محض بندہ نوازی اور بندہ پروری ہے بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کو جو خوبی عطا ہوئی ہے اس کا شکر ادا کرے نعمتوں کا شکر ان کی زیادتی کا موجب بن جاتا ہے - اپنے خالق و مالک کے احسانات کو فراموش کر دینے سے زیادہ بدتر گناہ اور کوئی نہیں ہے۔

عبد اور معبود کے تعلقات

انسان دنیا میں نائب حق اور زمین میں خدا کا خلیفہ ہے - نیابت کا فریضہ سر انجام دینے کے لئے جو بھی صلاحیتیں درکار ہو سکتی ہیں ان کے عطا کرنے میں قدرت نے انتہائی فیاضی سے کام لیا ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ ان صلاحیتوں سے کام لیکر لازوال اور باقی رہنے والی حکمتوں کے مالک کا حریف و مقابل بن کر کھڑا ہو جائے۔ لازوال قوتوں کی مالک و مختار ذات کی بارگاہ میں انہی لوگوں کو مقام و مرتبہ ملتا ہے جو اعتراف عبودیت کرتے ہیں۔ بندہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے مالک کا حکم سن کر یہ کہے کہ میں یہ کام کروں گا اور نہیں کروں گا - یہ میری مرضی کے مطابق ہے اور وہ میری مرضی کے مطابق نہیں ہے۔ بندہ کی مرضی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اسلام کا نصب العین یہ ہے کہ وہ بندہ اور خدا کے درمیان براہ راست ایسا تعلق پیدا کر دے کہ عبد اور معبود کے درمیان کوئی دوسری ہستی حائل نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی عدیم النظیر تعلیم اور فقید المثال عمل سے بتا دیا کہ اس زرّیں نصب العین کو کس طرح عمل میں لایا جا سکتا ہے اور معبود کا منشا کیا ہے۔ عبد اور معبود کے درمیانی رشتے کی وضاحت جس خوبی سے اسلام نے کی ہے اور کہیں نہیں پائی جاتی - خداوند عالم کی صفات اور اس کے ساتھ بندہ کے صحیح تعلقات کا مطالعہ کرنے کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ عبودیت کی تکمیل کس طرح ہو سکتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی پرستش کا کیا حق ہے اور اس سے پورا لطف کیسے اٹھایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم بھی ہے اور جبّار و قہار بھی۔ وہ سمیع و بصیر اور علیم و خبیر بھی۔ ہمارے ظاہر و باطن سے پوری طرح واقف ہے۔ دنیا کا ہر شاہ و گدا امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ اس کا محتاج ہے لیکن وہ سب سے بے نیاز ہے اور کسی کا محتاج نہیں ہے وہ سارے عالم کا پروردگار ہے بندہ ہر حالت میں اس سے ملحق ہے اور کسی وقت بھی اس سے علیحدگی کا تصوّر نہیں کر سکتا۔ عبد اور معبود کا رشتہ بڑا مضبوط اور محکم رشتہ ہے بندہ اپنے پروردگار کا ایک عظیم شاہکار ہے اور

اس کی تخلیق ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے نہیں پیدا کیا تھا کہ یہ دنیا میں جا کر ذلیل ہو اور اپنے مالک کی رسوائی کا موجب بنے۔ انسان کی عظمتیں جس قدر آشکارا ہوں گی اس کے صانع کی عظمت و قدرت اسی قدر ظاہر ہوگی انسان اشرف المخلوقات ہے اسے اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور اور فہم و ادراک کی دولت دی ہے درندے اور چوپائے کو اس نعمت سے محروم رکھا ہے۔ انسان اگر اس دولت سے بہرہ ور ہونے کے باوجود اس سے کام نہ لے اور عبد و معبود کے تعلقات میں غور نہ کرے اور اپنے مالک کی عظمت کا اندازہ نہ لگائے تو ارذل ترین مخلوق ہو جاتا ہے اور اس عقل و فکر کے غلط استعمال پر انسان مجرم قرار پاتا ہے اور سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ مقرب اور مقبول بارگاہِ ایزدی بننے کے لئے مشیّت ربّانی کے تابع ہونا پڑتا ہے اس کے بغیر چارۂ کار ہی نہیں۔

عبودیّت کا تقاضا

عبد اور معبود کے تعلقات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے انصاف اور انسانیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان دنیا میں آکر اپنے عہد کو یاد رکھتا۔ اور اپنی رضا کو اپنے مالک کی رضا کے تابع کر دیتا۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ کسی ذات کے قرب کے لئے اس کی پسند و ناپسند کو مدِّ نظر رکھنا پڑتا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ دین و دنیا کے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدّ نظر رکھتا زندگی کے ہر ہر لمحے میں اس کو یاد رکھتا خلوت و جلوت ظاہر و باطن امارت و غربت صحت و علالت کسی حالت میں بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہوتا۔ زندہ رہتا تو اس کے لئے موت آتی تو اسی کے رستے میں۔ الغرض زندگی کے کسی لمحے میں بھی اپنے مولا کی یاد سے غافل نہ رہتا اور ہر حالت میں اپنے معبود ہی کی عظمت کا کلمہ پڑھتا نظر آتا اسی قادر و قیوّم ذات کو اپنا مالک و مختار سمجھ کر اسی کے سامنے عبودیّت کا اظہار کرتا اور عبد اور بندہ کہلانے کا مستحق بن جاتا لیکن انسانوں کی اکثریت نے دنیا میں آکر ابتداء میں جو رشتہ اپنے رب سے قائم کیا تھا وہ توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا جو اقرار کیا تھا اس کو فراموش کر دیا۔ انبیاء علیہم السلام جو اس عہد کے یاد تازہ کرانے کے لئے مختلف اوقات میں دنیا میں آئے ان کی تعلیم اور پند و نصائح کو ٹھکرا دیا۔ کئی ایک نے تو یہاں تک دعویٰ کر دیا کہ ہمارا پیدا کرنے والا ہی کوئی نہیں ہے ہم مادہ سے خود بخود ہی پیدا ہو گئے تھے اور وقت آنے پر خود بخود مر جاتے ہیں بعض نے اللہ تعالےٰ کو خالق تو مان لیا لیکن قدم قدم پر اس کی نافرمانی کرتے رہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں قانون الٰہی کی مخالفت کرتے رہے اور بد اعمالیوں میں غرق ہو کر یوم حساب کو دوبارہ پیدا ہونے کا ہی انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ انسان کو دوبارہ کیسے پیدا کر دے گا جبکہ اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی انہیں یہ خیال ہی نہ رہا کہ جس نے انہیں پہلی دفعہ نیست سے ہست کیا تھا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

انسان نے اپنے ہر قول و فعل میں حق تعالیٰ سے بغاوت شروع کر دی نہ اس کی مرضی کے مطابق کمایا اور نہ اس کی مرضی کے مطابق خرچ کیا دوسروں پر ظلم کرنے اور ان کی حق تلفی میں دل کھول کر حصہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان ظاہر میں اشرف المخلوقات ہی رہا لیکن اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خونخوار جانور بن گیا یعنی انسان کی شکل میں درندہ نظر آنے لگا۔ درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے جنگلوں میں تو امن و راحت مل سکتی ہے مگر انسان کی بستیاں اور اولاد آدم کی آبادیاں راحت کے سانس اور امن کے تنفس سے خالی ہو گئیں کیونکہ خدا کی زمین پر جو سب سے اشرف اور اچھا تھا وہ سب سے بڑا اور کم تر ہو گیا۔

ہر انسان انسان نہیں ہے انسانوں کی بڑی بڑی آبادیوں میں بھی انسان نایاب ہے لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کی ایک ہی قسم ہے لیکن یہ غلط ہے انسان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو دیکھنے میں انسان ہے لیکن حقیقت میں انسان نہیں ہے اور دنیا میں ایسے ہی لوگوں کی کثرت رہی ہے۔ دوسرے وہ جو حقیقت میں انسان ہیں اور وہ کبھی ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ ان کو چراغ لیکر ڈھونڈنے کی ضرورت پڑتی ہے دنیا میں انسانوں کی تعداد ہمیشہ بڑھتی چلی آئی ہے اور اس کی آبادی پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے انسان نے بجلی پانی بھاپ اور ہوا پر قبضہ کر لیا ہوائی جہاز بنا لئے ریل گاڑیاں چلا لیں ریڈیو تیار کر لئے اور بنی نوع انسان کو تباہ کرنے کے لئے بم بنا لئے لیکن یہ انسانیت کی ترقی نہیں ہے یہ مادی ترقیات ہیں انسانیت کی ترقی کا اندازہ انسان کے اخلاق و کردار سے لگایا جاتا ہے۔ انسانیت درحقیقت ایک بڑا رتبہ ہے لیکن انسان ہمیشہ انسانیت کے برخلاف بغاوت کرتا رہا دنیا میں زیادہ تعداد ہمیشہ ایسے ہی انسانوں کی رہی ہے جن کو بحیثیت انسان اپنی ترقی کا احساس ہی نہ ہوا اور بحیثیت چوپایہ ہی زندگی بسر کرتے رہے مردم شماری کے کاغذات میں کوئی ایسا خانہ نہیں ہے کہ جس میں یہ اندراج ہو سکے کہ ایسے کتنے لوگ ہیں جو انسانیت کی قدر کرتے ہیں اور اس کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں۔

انسان کو اللہ تعالےٰ نے دل اور دماغ دیا سوچنے اور سمجھنے کے لئے اس انسان سے بڑھ کر کون باغی ہو سکتا ہے جو خدا کے دئے ہوئے دماغ سے خدا ہی کے خلاف سوچنے لگے اور زبان ہاتھ پاؤں کان اور دوسری چیزیں جو خدا نے عطا کی ہیں ان کو خدا کی مرضی کے خلاف استعمال کرنا یہ انسان کی نمک حرامی غدّاری اور احسان فراموشی ہے۔ قیامت کے دن انسان کا دل دماغ کان ہاتھ پاؤں غرض اس کا ہر ہر رونگٹا خدا کی عدالت میں اس کے خلاف استغاثہ دائر کرے گا کہ خدایا اس ظالم نے تیرے خلاف بغاوت کی اور اس بغاوت میں ہم سے زبردستی کام لیا۔ وہ زمین جس پر نافرمانی کے ساتھ اکڑ کر چلتا تھا اور سب آلات و اسباب جن سے اس نے اس بغاوت میں حصّہ لیا تھا سب اس کے برخلاف گواہی دیں گے۔ انسان کو مجرم گردانا جائے گا اور سخت ترین سزا دی جائیگی۔

عبودیت کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی جبتک انسان اپنے اختیارات سے دست بردار نہ ہو جائے اور اس حیّ و قیّوم ذات کی رضا میں ڈھل نہ جائے جب تک اپنے اختیارات کی نفی نہ ہو جائے ربّ العٰلمین کے اختیارات کی وسعت کا اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حیات انسانی میں جو بھی فساد پیدا ہوتا ہے اس کا باعث صرف یہ ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کی رضا کو مدِّ نظر نہیں رکھتا اپنے ارادے کو اللہ تعالےٰ کے ارادے پر غالب کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ جو میں چاہوں وہ ہو۔ نفس کا بندہ اطاعت کو چھوڑ کر قدرت کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

انسان نے روز ازل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا چاہیئے تو یہ تھا کہ دنیا میں آکر اس عہد کو یاد رکھتا اور اس کا پاس اور لحاظ رکھتا۔ اپنی زبان کو اس کی حمد و ثناء میں مصروف رکھتا اور اس کی جبین خدا کے آستانہ جلال و جبروت پر سجدہ ریزی کرتی رہتی لیکن جو کچھ انسان نے دنیا میں کیا تاریخ اس کی شاہد ہے اور تا قیامت اس کی سرکشی اور بغاوت اور عہد فراموشی کی گواہی دیتی رہے گی۔ انسان کی بغاوت سرکشی اور احسان فراموشی کے باوجود اللہ تعالےٰ کی بندہ پروری اور بندہ نوازی میں کوئی فرق نہ آیا۔ کافر ہو یا مسلمان سب کی ضروریات کی کفالت کرتا رہا۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت بے پایاں ہمیشہ یہی چاہتی رہی کہ انسان غدّاری سے باز آ جائے اور اس

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

روح القرآن

قسط (۳)

مسئلہ رسالت از روئے قرآن

رسول خدا تعالیٰ کے مقبول ترین بندے اور انسان ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُنہیں اپنے بندوں تک احکام پہنچانے کے لئے مقرر فرماتا ہے۔ وہ سچے ہوتے ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولتے، گناہ نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کے پیغام پورے پورے پہنچا دیتے ہیں ان میں کمی بیشی نہیں کرتے۔ نہ کسی پیغام کو چھپاتے ہیں۔

نبی کے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے احکام بندوں تک پہنچاتے ہیں، سچے ہوتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ گناہ نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کے حکموں میں کمی زیادتی نہیں کرتے کسی حکم کو چھپاتے نہیں۔

نبی اور رسول میں فرق ہے وہ یہ کہ رسول تو اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو اور نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں چاہے اُسے نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو بلکہ وہ پہلی شریعت اور کتاب کا تابع ہو۔

خدا تعالیٰ جسے نبی بنائے وہی نبی بنتا ہے۔ نبی اور رسول بننے میں آدمی کی کوشش اور ارادے کو دخل نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے

دنیا میں بہت سے رسول اور نبی آئے لیکن ان کی ٹھیک تعداد خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے پچھلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئیگا۔ کیونکہ رسالت اور نبوت آپ پر ختم ہو گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل اور بزرگ ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے تابعدار بندے ہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کے بعد آپؐ کا مرتبہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔

(حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ)

آیاتِ قرآنیہ

۱۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (پ ۷ ع ۱۱)

ترجمہ: اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے کو۔

۲۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (پ ۱۳۔ ع ۱۲)

ترجمہ: اور ہم کتنے رسول تجھ سے پہلے بھیج چکے ہیں جن کی بیویاں اور اولاد تھیں۔

۳۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پ ۱۴۔ ع ۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی یہی مرد بھیجے تھے۔ کہ ہم ان کی طرف حکم بھیجتے تھے سو یاد رکھنے والوں سے پوچھ لو اگر تم کو معلوم نہیں۔

۴۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا (پ ۱۴۔ ع ۱۱)

ترجمہ: اور ہم نے ہر اُمت میں رسول اٹھائے ہیں۔

۵۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (پ ۶ ع ۳)

ترجمہ: اور ہم نے اس سے پہلے ایسے رسول بھیجے جن کا حال تم کو نہیں سنایا۔ اللہ نے موسیٰؑ سے بول کر باتیں کیں۔ پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنانے کے لئے بھیجے تاکہ لوگوں کو اللہ پر رسولوں کے بعد الزام کا موقع باقی نہ رہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

۶۔ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (پ ۲۴۔ ع ۱۳)

ترجمہ: کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ کوئی نشانی لے آتا مگر اللہ کے حکم سے۔

۷۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (پ ۱۴۔ ع ۱)

ترجمہ: اور ہم تجھ سے پہلے، پہلے فرقوں میں رسول بھیج چکے ہیں اور ان کے پاس جو بھی رسول آتا رہا اُس کے ساتھ ہنسی کرتے رہے۔

۸۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (پ ۱۳۔ ع ۷)

ترجمہ: اور کافر کہتے ہیں کیوں نہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی اُتری؟ تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے راہ بتانے والا ہے۔

۹۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (پ ۱۴۔ ع ۱۱)

ترجمہ: اور ہم نے ہر اُمت میں رسول اٹھائے ہیں کہ اللہ کی بندگی کرو۔ اور جھوٹے معبودوں سے بچو۔

۱۰۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (پ ۲۲۔ ع ۱۵)

ترجمہ: اور کوئی فرقہ ایسا نہیں جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ ہوا ہو۔

۱۱۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (پ ۹۔ ع ۱۰)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

۱۲- وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (پ۲۲-ع۹)

ترجمہ: اور تجھ کو ہم نے سب لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا۔

۱۳- وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ (پ۱۷ ع۱)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے ایسے بدن نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھا سکیں اور نہ ہی وہ ہمیشہ رہ جانے والے تھے۔

۱۴- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ (پ۱۷ ع۲)

ترجمہ: اور ہم نے تجھ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کو یہی حکم دیا کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں ہے سو میری بندگی کرو۔

۱۵- اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ط (پ۸-ع۲)

ترجمہ: اللہ اس موقع کو خوب جانتا ہے جہاں کہ وہ اپنے پیغام بھیجے۔

۱۶- اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ (پ۱۷-ع۱۷)

ترجمہ: اللہ فرشتوں اور آدمیوں میں پیغام پہنچانے والے چھانٹ لیتا ہے۔

۱۷- وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ص وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ج وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (پ۲۱ ع۱۷)

ترجمہ: اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا قرار لیا اور تجھ سے اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰ ابن مریمؑ سے اور ہم نے ان سے گاڑھا اقرار لیا تاکہ اللہ سچوں سے ان کا سچ پوچھے اور منکروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۱۸- قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ط اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ پ۷ ع۱۱

ترجمہ: تو کہہ، میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ ہی میں غیب کی باتیں جانوں، اور نہ میں تم سے کہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے۔ تو کہہ دے کہ اندھا اور دیکھنے والا کب برابر ہو سکتا ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے؟

۱۹- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج (پ۱۶ ع۳)

ترجمہ: تو کہہ، میں بھی تم جیسا ایک بشر ہوں۔ مجھ کو وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (پ۱۶-ع۳)

ترجمہ: پس جس کسی کو اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، سو وہ کچھ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

۲۰- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (پ۲۲ ع۲)

ترجمہ: محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں پر مہر ہے اور اللہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔

۲۱- تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ م مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط (پ۳ ع۱)

ترجمہ: یہ سب رسول ہیں ہم نے ان میں بعض کو بعض سے فضیلت دی۔ کوئی تو وہ ہے جس سے اللہ نے کلام کیا۔ اور بعضوں کے درجے بلند کئے۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط

ترجمہ: اور ہم نے مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو صریح معجزے دئے اور اس کو روح القدس (جبریلؑ) سے قوت دی۔

۲۲- اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ۳ ع۱۲)

ترجمہ: بے شک اللہ نے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کے گھر کو اور عمرانؑ کے گھر کو سارے جہان سے پسند کیا۔

۲۳- وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ (پ۸ ع۸)

ترجمہ: اور ہم نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تمہاری صورتیں بنائیں۔ پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا وہ نہ تھا سجدہ والوں میں۔

۲۴- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ (پ۱۲ ع۳)

ترجمہ: اور ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں تم کو کھول کر ڈر کی بات سناتا ہوں۔ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ میں تم پر دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

۲۵- وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ج وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۱۲-ع۱۰)

ترجمہ: اور ہم تیرے پاس رسولوں کے احوال سے سب چیزیں بیان کرتے ہیں جس سے تیرے دل کو تسلی دیں۔ اور تیرے پاس اس سورت میں حقیقی بات آئی اور ایمان والوں کے لئے نصیحت اور یادداشت ہے۔

۲۶- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (پ۲۲-ع۳)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے تجھ کو بتانے والا بھیجا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف

اس کے حکم سے بلانے والا، چمکتا ہوا چراغ —

۲۷۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝

ترجمہ: تمہارے لئے رسول اللہ کی چال سیکھنی بھلی تھی۔ جو اللہ کی اور پچھلے دنوں کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

۲۸۔ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ (پ ۲۰ - ع ۱۴)

ترجمہ: اور رسول کے ذمہ تو بس پیغام کو کھول کر پہنچا دینا ہے۔

۲۹۔ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔(پ ۲۸ ع ۴)

ترجمہ: اور جو تم کو رسول دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس کو چھوڑ دو۔

۳۰۔ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ (پ ۸ ع ۱۶)

ترجمہ: (بولا (ہودؑ) اے میری قوم! میں کچھ بے عقل نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا ہوں۔ میں تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا اطمینان کے لائق خیرخواہ ہوں۔

۳۱۔ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ؕ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (پ ۹ ع ۱۳)

ترجمہ: تو کہہ کر میں اپنی جان کے بھلے یا برے کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب کی بات جان لیا کرتا تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی۔ میں تو بس ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں ایمانداروں کو۔

۳۲۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (پ ۱۵ - ع ۱۰)

ترجمہ: تو کہہ، سبحان اللہ، میں کون ہوں؟ مگر ایک آدمی بھیجا ہوا۔

۳۳۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ ۱۱ - ع ۵)

ترجمہ: البتہ تمہارے پاس تم میں کا رسول آیا ہے جو تکلیف تم کو پہنچے اس پر بھاری ہے۔ اور وہ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ اور ایمان والوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔

۳۴۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (پ ۳ - ع ۱۴)

ترجمہ: بے شک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی مثال، اس کو مٹی سے بنایا پھر کہا اس کو کہ ہو جا وہ ہو گیا۔

۳۵۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ (پ ۲ - ع ۱۰)

ترجمہ۔ سب لوگ ایک دین پر تھے۔ پھر اللہ نے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔ اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری تاکہ جس بات میں وہ جھگڑا کریں لوگوں میں فیصلہ کریں۔

۳۶۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ (پ ۹ - ع ۲)

ترجمہ: اور بے شک ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر پہنچے تھے۔

خلاصہ

اللہ تعالےٰ نے جب دنیا انسانوں سے بسائی۔ تو انہیں منظم طریقہ سے زندگی گذارنے کے لئے ظاہری احساسات اور باطنی حواس سے نوازا جہاں عقل و خرد جواب دے جاتی ہے وہاں اللہ تعالےٰ نے وحی اور الہام سے انسانوں کی رہبری فرمائی۔ وحی ہر شخص پر نازل نہیں ہوتی۔ اس کے نزول کے لئے اللہ تعالےٰ کسی برگزیدہ بندہ کو منتخب کر لیتا ہے اور وہ برگزیدہ بندہ نبی اور رسول کہلاتا ہے۔ جب کبھی، جہاں کہیں ضرورت ہوئی خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے آئے۔ ان سب نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانا ہمارا فرض ہے۔

زمانۂ قدیم میں دنیا یکجا نہ تھی۔ رسول ہر قوم، ہر ملک اور ہر خطہ میں آئے اس لئے ان کی تعلیم کی تفصیلات اُس وقت اور اس جگہ کے مسائل کے مطابق تھیں لیکن تعلیم کے بنیادی اصول سب رسولوں کے ایک ہی تھے۔ ان سب کی سچائی کو تسلیم کرنا ہمارے عقائد میں داخل ہے۔

مشہور پیغمبروں میں حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت آدمؑ ہمارے جد امجد ہیں اور ہم سب ان کی اولاد ہیں — وہ تاریخ میں صفی اللہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

حضرت محمدؐ آخر الزمان پیغمبر ہیں آپ تمام دنیا کے لئے اسلام کا پیغام لائے۔ آپ کے متعلق تو یہی کافی ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اللہ تعالےٰ نے اعلان فرمایا کہ اے میرے پیارے رسولؐ! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ پس ہم سب کی نجات اس میں ہے کہ ہم آپ کی رسالت کو سچے دل سے مانیں اور آپ کی بتائی ہوئی راہوں پر چلیں۔

پیغمبر خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ خدا کے احکام بندوں تک بلا کم و کاست پہنچا دیتے ہیں۔

"نبوت" اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطیہ ہے۔ یہ منصب بلند محنت و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ خدا کی بخشش ہے۔ جس نیک بندے کو وہ چاہتا تھا رسالت کے لئے منتخب کر لیتا تھا۔

ہر ایک مسلمان کا ایمان ہے کہ سب پیغمبرانِ خدا سچے تھے۔ ان کی تعلیم اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے زمانہ کے لئے بہترین تھی جن لوگوں نے پیغمبروں کی تعلیم پر عمل کیا۔ وہ کامیاب ہوتے اور جن لوگوں

نے خدا کے رسولوں کی بات نہ مانی وہ خدا کے عذاب میں مبتلا ہوتے۔

ایک پیغمبر کا یہ کام ہوتا تھا کہ وہ لوگوں کو نیکی کا راستہ بتاتے، نیک کام کرنے والوں کو خدا کی خوشنودی اور جنت کی خوشخبری سناتے، بُرے کام کرنے والوں کو برائی کے نتائج بد سے آگاہ کرے اور انہیں خدا کے عذاب سے ڈراتے۔ پیغمبر، لوگوں کو عقل و دانش کی باتیں سکھاتے، کامیاب زندگی کے گُر بتاتے اور خدا کی طرف بلاتے تھے۔ اسی سبب سے پیغمبر کو ہادی (راہنما) بشیر، نذیر، معلم اور داعی الی اللہ (خدا کی طرف بلانے والا) کے ناموں سے قرآن مجید میں یاد کیا گیا ہے۔ خدا کے رسول اپنی پاک تعلیم سے لوگوں کو دنیا میں سربلند اور آخرت میں سرخرو ہونے کے لائق بنا دیتے تھے۔

اللہ اپنے پیغمبروں سے کبھی تو براہ راست ہم کلام ہوتا، کبھی فرشتوں کے ذریعہ وحی بھیجتا تھا، کبھی الہام کے ذریعہ بات دل میں ڈال دیتا تھا اور کبھی خواب میں اشارہ کر دیتا تھا۔

خدا کے رسول اور پیغمبر گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اس عقیدہ کو "عصمت انبیاء" کہتے ہیں۔ جتنے پیغمبر گذرے ہیں سب معصوم تھے وہ گناہوں اور برائیوں سے محفوظ رہے۔

پیغمبر ہونے کی حیثیت میں سب رسول برابر اور یکساں ہیں۔ سب سچے ہیں، سب معصوم ہیں۔ ہم سب کی پیغمبری اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں۔ البتہ کام کی نوعیت، تبلیغ کی وسعت، شریعت کی اہمیت اور پیغام کی جامعیت کے لحاظ سے ان کے مراتب و مدارج میں فرق ہے۔ بعض پیغمبر چند لوگوں کی طرف پیغام لے کر آتے۔ بعض چھوٹی چھوٹی قوموں کی طرف، بعض اچھی خاصی آبادیوں کی طرف اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات کے لئے پیغمبر بن کر آتے۔ اسی طرح عام پیغمبروں کا پیغام وقتی اور ہنگامی تھا وہ محض اپنے زمانے کے لوگوں کو ہدایت دینے پر مامور ہوتے تھے بعض کا زمانہ مختصر تھا، بعض کا طویل، لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمانہ کے لئے پیغمبر ہیں۔ آپ کی رسالت قیامت تک جاری رہے گی۔

ویسے تو بے شمار (ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش) پیغمبر دنیا میں تشریف لائے لیکن اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں صرف ۲۵ پیغمبروں کا ذکر فرمایا ہے۔

سب پیغمبروں کی ایک ہی تعلیم تھی۔ ہر پیغمبر نے یہی سکھایا کہ اللہ ایک ہے پاک اور بے عیب ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں سب مخلوق اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں، وہی سب کا خالق اور رازق ہے، وہی مارتا ہے وہی زندہ رکھتا ہے وہی اولاد دیتا ہے اس لئے صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔



مقصدِ زندگی

اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حکیم چشتی محلّہ قادر آباد شیخوپورہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ مولا کریم کا یہ فرمان ہدایت قبول کرنے والے دلوں کے لئے سراپا مشعلِ راہ نجات ہے اس فرمان کا ماحصل یہ ہے کہ اے ایمان والو! جو اللہ تعالیٰ کی حقانیت اور الوہیت پر یقین رکھتے ہو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا برحق نبی ہونے کا اقرار کرتے ہو۔ تمہارے لئے زبان سے یہ اقرار کر لینا کافی ہی نہیں ہے۔ بلکہ ہم تمہیں اس اقرار پر کاربند ہونے کی تلقین کر رہے ہیں۔ اس پر عمل درآمد کرنے کے بعد تمہیں اسلام میں پورا داخل تصور کیا جائے گا۔ یعنی محمد رسول اللہ کے نقشِ قدم پر چلنا ہی اسلام میں پورا داخل ہونا ہے اور اگر اس راستہ کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرو گے تو وہ شیطان کی راہ ہو گی جو تمہارا بدترین اور کھلے لفظوں میں چیلنج کرنے والا دشمن ہے۔

اسلام میں پوری طرح داخل ہونے سے مراد یہ ہے کہ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر اوّل سے آخر تک اور مہد سے لحد تک عمل پیرا ہونے سے ہی راہِ حقیقی کو پایا جا سکتا ہے۔ اتباعِ شریعت اسی کا ہی دوسرا نام ہے۔

اتباعِ رسولؐ کی ضرورت کس وقت محسوس ہوتی ہے

اقبال کہتا ہے ؎

ایک بھی پتّی اگر کم ہو تو وہ گُل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو بُلبُل وہ بُلبُل ہی نہیں

جب یہ امر مسلّمہ ہے کہ پھُول میں اگر ایک پتی کی کمی واقع ہو جائے تو اس پھُول کی تکمیل میں نقص حائل ہو جاتا ہے اسی طرح یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اگر مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ایک چھوٹے سے چھوٹا شعبہ بھی ترک کر دے۔ اور تکمیلِ اسلام کا دعویٰ بھی کرے۔ یہ امر بعید از قیاس ہی نہیں بلکہ قانونِ فطرت کے بھی منافی ہے مصرعہ ثانی میں یہ بات واضح کی گئی ہے، کہ ایسی بلبل جو موسمِ خزاں کی چیرہ دستیوں سے کنارہ کشی کر لے۔ وہ بلبل کہلانے کی حق دار نہیں۔ بعینہٖ یہ مثال اس حقیقت پر صادق آ سکتی ہے کہ جو مسلمان پیغمبرِ اسلامؐ کی اتباع کرنے کا ارادہ کرے۔ اور اس ارادہ کی تکمیل کے دَوران جو مصائب والم اس کا استقبال کریں۔ اگر وہ اِن مصائب سے کنّی کترانے لگے تو وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ انسان کی زندگی جو مہد سے لے کر لحد تک ایک منزل ہے۔ اس منزل کا ایک مقصود ہے۔ جسے رضا الٰہی کے نام سے پکارا جاتا ہے رضائے الٰہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدّس زندگی کی پیروی میں ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس منزل پر گامزن ہونے کا ارادہ انسان اُس وقت کرتا ہے جب وہ اطمینانِ قلب کی دولت سے محروم ہو۔ اطمینانِ قلب بغیر اللہ کے نبیؐ کی زندگی کے ہر شعبہ میں قدم بہ قدم چلنے سے محال ہے۔ جب یہ سعادتِ عظمٰی حاصل ہو جائے۔ اسی کا نام فَوْزًا عَظِيمًا ہے۔ ایمان و ایقان کا جسم میں سرائت کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ زبانی کلمہ طیبہ کا اقرار مشکل نہیں ہے۔ اس کی حقیقت پر عمل پیرا ہونا ہی شیوۂ پیغمبری ہے۔ جبھی تو اقبال نے کہا ہے ؎

خرد نے اگر کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ اگر مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ایک حقیقت ہے جس کے آئینہ میں یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جب تک دل میں اتقاد اور نگاہ میں حیا پیدا نہ ہو جائے اقرارِ توحید اور رسالت کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ علاوہ ازیں مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ لقمہ حلال کا پیٹ میں ڈالے۔ جب اکلِ حلال ہو جائے گا۔ تو صدق مقال یعنی حق گوئی خود بخود سرزد ہو گی۔ جو اسلام کا خاصۂ عظیم ہے حلال کی روزی کھانے سے طریقت کے منہیات یعنی ریا، بغض، کینہ، حسد، لالچ اور کذب کا ترک نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ جبھی حاصل ہو سکتا ہے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمّل اتباع کرے۔

ایک مسافر جو راہ سے بھٹک جائے۔ مگر کئی سال اسی راہ پر گامزن رہے تو اُس کی منزلِ مقصود لمحہ بہ لمحہ دُور ہوتی چلی جائے گی۔ مثال کے طور پر یعنی ایک شخص کا ارادہ ہے کہ میں کراچی جانا چاہتا ہوں۔ مگر شومیٔ قسمت سے وہ پشاور کی طرف چلنا شروع کر دیتا ہے۔ کوئی بھی سلیم العقل انسان اُس کی اِس کوشش کو مستحسن قرار نہیں دے سکتا۔ بلکہ لوگ اس کے اس فعل کو عقل فتور کا نتیجہ تصوّر کریں گے۔ دوسرا شخص ملتان جانا چاہتا ہے اور حقیقتاً وہ ملتان ہی کی راہ اختیار کرتا ہے وہ قانونِ قدرت کا پابند ہے۔ اُسے ضرور منزل مقصود ہاتھ آئے گی۔ وہ ملتان باعافیّت پہنچ جائے گا۔ اس کا حاصل مقصد یہی تھا جب اس نے پالیا تو اس کی نظر سے ملتان کے اطراف و اکناف پوشیدہ نہیں رہتے۔ بعینہٖ شرعِ محمدیؐ پر چلنے والے مسلمان کی محمد رسول اللہ کے دربارِ گوہر بار تک رسائی ہو جاتی ہے اور اس دربار کی رسائی حق تعالےٰ سے ہے۔ پھر اس شخص کے لئے نزدیک اور دُور کا سوال ختم ہو جاتا ہے۔ وہ جب اوپر کو نگاہ ڈالتا ہے تو حجابِ عظمت نظر آتے ہیں۔ اور جب نیچے دیکھتا ہے تو تحت الثریٰ تک نگاہ جاتی ہے۔

اس مضمون کو کما حقہٗ حوالہ قرطاس کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں۔ ہندوستان کے بلند پایہ ولی اور صاحبِ نظر ہستی حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے چند شذرات نقل کئے جاتے ہیں۔ جو صاحبِ ایمان کے لئے سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

وظائفِ بندگی کو ادا کرنا اور حضرت جلّ مجدہٗ کی جانب ہمیشہ اور ہر وقت متوجہ رہنا پیدائشِ انسان کا مقصود ہے۔ یہ بات صرف اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ سنّتِ سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلّم کی ظاہراً و باطناً ہر طرح سے پوری پوری اتباع کی جائے۔ (مکتوب ۴۱ جلد ۳)

اُخروی نجات اور ابدی فلاح سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلّم (باقی بر صفحہ ۱۷)

حاجی کمال الدین - محمود بوٹی، لاہور

اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

گذشتہ سے پیوستہ

حضورؐ دعا فرمایا کرتے "الہٰی! آلِ محمدؐ کو صرف اتنا دے کہ جتنا پیٹ میں ڈال لیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ زہد کی یہ تمام صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھی۔ اور اس زہد سے مقصود حضورؐ کا یہ نہ تھا کہ کسی حلال شے کے استعمال میں کوئی روک پیدا کریں۔ ایسے خیال سے صرف ایک بار حضورؐ نے شہد کا استعمال چھوڑ دیا تھا۔ اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ ایک بیوی نے شہد کی بُو کو اپنی طبع کے خلاف بتایا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے حضورؐ سے فرما دیا کہ یہاں تک کھینچ نہیں کرنی چاہیئے۔ (صحیح بخاری۔ عن انس رضؓ)

ام المومنین حضرت صفیہ رضؓ ایک سفر میں ساتھ تھیں۔ وہ تمام جسم کو چادر سے ڈھانپ کر اونٹ کی پچھلی نشست پر حضورؐ کے ساتھ سوار ہوا کرتی تھیں۔ جب وہ اونٹ پر سوار ہونے لگتیں تب حضورؐ اپنا گھٹنا آگے بڑھا دیتے۔ صفیہ رضؓ اپنا پاؤں حضورؐ کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر چڑھ جایا کرتیں۔

ایک دفعہ ناقہ کا پاؤں پھسلا حضورؐ اور صفیہ رضؓ دونوں گر پڑے۔ ابو طلحہ رضؓ دوڑے دوڑے حضورؐ کی طرف متوجہ ہوتے۔ حضورؐ نے فرمایا تم پہلے عورت کی خبر لو۔ (صحیح بخاری عن انس رضؓ)

ایک سفر میں اونٹوں کے کجاووں میں عورتیں سوار تھیں۔ ساربان جو اونٹوں کی مہار پکڑے جاتا تھا حدی خوانی کرنے لگا۔ حدی ایسی آواز سے شعر پڑھنے کو کہتے ہیں۔ جس سے اونٹ تیز چلنے لگتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ دیکھ۔ کانچ کے شیشوں کو توڑ پھوڑ نہ دینا (صحیح مسلم) اس ارشاد میں عورتوں کو کانچ کے آلات سے تشبیہ دی ہے۔ نفاست و نزاکت کے علاوہ وجہ تشبیہ عورتوں کا ضعفِ خلقت ہے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ آرام اور آسائش کی مستحق ہیں۔

اسیرانِ جنگ کی خبرگیری مہمانوں کی طرح کی جاتی تھی۔ جنگ بدر میں جو قیدی مدینہ منورہ میں چند روز تک مسلمانوں کے پاس اسیر رہے۔ اُن میں سے ایک کا بیان ہے۔ خدا مسلمانوں پر رحم کرے۔ وہ اپنے اہل و عیال سے اچھا ہم کو کھلاتے تھے۔ اور اپنے کنبے سے پہلے ہمارے آرام کی فکر کیا کرتے تھے۔ جب قیدی اسیر ہو کر آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ان کے لباس کی فکر کیا کرتے تھے۔ (بخاری عن جابر رضؓ)

مردانہ ورزشوں کا شوق دلایا کرتے۔ رکانہ عرب کا مشہور شہزور پہلوان تھا۔ وہ اپنے پچھڑ جانے کو اسلام لانے کی شرط ٹھیراتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے تین بار پچھاڑ دیا تھا۔ (شفاء عیاض ص ۳۴)

نشانہ بازی کا لوگوں کو شوق دلایا کرتے۔ نشانہ بازی کی مشق کے لئے لوگوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا۔ تیر چلاؤ۔ میں اس پارٹی کی طرف ہونگا۔ یہ سن کر دوسری پارٹی نے تیر چلانے سے ہاتھوں کو روک لیا۔ سبب پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا۔ جب اُس پارٹی میں حضورؐ شامل ہیں تو ہم اس کے مقابلے میں کیونکر تیرافگنی کر سکتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (صحیح بخاری عن سلمہ رضؓ)

گھوڑوں کی دوڑ حضورؐ کے حکم سے کرائی جاتی تھی۔ لمبی دوڑ ۵ یا ۶ میل کی اور ہلکی دوڑ ایک میل کی ہوتی تھی۔ (صحیح بخاری عن ابن عمر رضؓ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام کلمہ گو اشخاص کے نام میرے ملاحظہ کے لئے قلمبند کئے جائیں اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اس وقت مسلمانوں کا شمار ڈیڑھ ہزار ہوا۔ اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ کا شکر کیا، خوشی منائی۔ مسلمان کہتے تھے اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں اب ہمیں کیا ڈر رہا ہے۔ ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم میں سے کوئی اکیلا ہی نماز پڑھا کرتا تھا اور اسے ہر طرف سے دشمنوں کا خوف لگا رہتا تھا۔ (صحیح بخاری عن حذیفہ رضؓ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے اُسی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو بھی اس کا شریک نہ بنائیں۔ اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جب وہ اللہ کا حق ادا کریں تب وہ انہیں عذاب نہ دیں۔

حضورؐ نے فرمایا۔ خدا نے اس کتاب میں جو اس کے پاس عرش پر ہے یہ لکھ رکھا ہے۔ اِنَّ رَحْمَتِی غَلَبَتْ غَضَبِی میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میں جہاد (دشمنانِ دین سے جنگ) کرنا چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ وہ بولا۔ ہاں۔ فرمایا۔ انہی (کی خدمت) میں جہاد (اعلےٰ درجہ کی کوشش) کرو۔ (بخاری عن عمر رضؓ کتاب الادب)

فرمایا۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہے جیسے بنیاد کی اینٹیں۔ ایک سے دوسرے کو قوت ملتی ہے۔ پھر اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا۔ یعنی مومن اس طرح ملے جُلے رہتے ہیں۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ (بخاری)

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن جاتا۔ جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو کچھ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری)

تین باتیں ہیں جن میں یہ ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت چکھ لے گا۔ (۱) خدا اور خدا کے رسول کی محبت

(باقی صفحہ ۶ پر)

بقیہ: خدا سب کا

بندہ بن جائے۔ فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا اعلان کیا تو اللہ تعالےٰ نے اس کو فوراً ہلاک نہ کیا موسیٰ علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس کے ساتھ بات نرمی سے کرنا شاید وہ راہ راست پر آجائے۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ جو سربسجود ہوکر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اس پر اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ستار العیوب ہے قادر وقیوم ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود انہیں دنیا کی نگاہوں میں ذلیل نہیں کرتا یہ رب تعالےٰ کی کریمی ہی کی شان ہے کہ انسان درندوں سے زیادہ خوفناک صورت رکھنے کے باوجود گوری چٹی چمڑی والا انسان ہی نظر آتا ہے ورنہ بد اعمالیوں کے باعث اس کی صورت جسقدر خوفناک ہو جاتی ہے اگر اس کی ایک جھلک بھی کسی کو نظر آجائے تو خوف کے مارے کوئی شخص بھی اس کے نزدیک نہ جائے۔ انسان کی سرکشی بغاوت اور غداری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی رحیمی وکریمی کی شان کا اندازہ لگاتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ خدا سب کا ہے لیکن خدا کا کوئی کوئی۔

غفلت سے بیداری کی ضرورت

اے غافل انسان! خدا کے لئے ذرا تو سوچ یوم حساب نزدیک آرہا ہے۔ جاگ جا تائب ہوجا ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔
کبھی نہ خیال کر کہ میں جوان ہوں۔
کبھی نہ خیال کر کہ میں بڑا ہوں
کبھی نہ خیال کر کہ میں امیر ہوں بادشاہ ہوں یا وزیر۔

موت کے لئے بچے جوان اور بوڑھے امیر اور غریب ادنیٰ اور اعلیٰ سب برابر ہیں اور موت کے آنے کا وقت مقرر نہیں کیا تمہیں یقین نہیں آتا کہ ایک نہ ایک دن تمہارا نام بھی زندوں کی فہرست سے نکال کر مُردوں کی فہرست میں درج کر دیا جائے گا اور تمہارے احباب و اقربا تمہیں چندروز یاد کرکے ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائیں گے یاد رکھو موت کا آنا قطعی اور یقینی ہے۔ یہ دنیا کبھی کسی کی نہیں بنی یہ کسی کی ہوتی تو پہلے آنے والے باقی رہتے۔ یاد رکھو کہ اس زمین کو بڑے بڑے سرکشوں اور بڑے بڑے بادشاہوں نے روندا مگر انجام کار ان روندنے والوں کو زمین نے اپنے پیٹ میں چھپا لیا اور لوگ ان کے ناموں تک کو بھول گئے۔ کیا تم بچ جاؤ گے؟ ابھی وقت ہے جاگ خدا کا بندہ بن جا اس کے ساتھ تعلق پیدا کر اور اس کے ساتھ جو عہد کیا تھا اس کی یاد تازہ کر اور اس کا پاس اور لحاظ کر۔ جب تو اس دنیا کی سرحد کو عبور کر کے دوسری دنیا میں داخل ہوگا تو سب سے پہلا سوال جو تم سے کیا جائے گا وہی ہوگا کہ مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے؟ اگر تم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو رب جانا ہی نہیں اور اس کی ربوبیت کا اقرار ہی نہیں کیا تو دستِ حسرت ملتے ہوئے یہی کہنا پڑے گا ہائے ہائے لا اَدْرِی (میں نہیں جانتا) اس وقت رب کا لفظ صرف اس انسان کی زبان پر آئے گا جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا اور ہر قول وفعل میں اپنے مولا کی رضا کو مدِ نظر رکھا تھا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَار

نوٹ: اس مضمون کا بیشتر حصہ روزنامہ کوہستان کے نشان راہ سے اخذ کیا گیا ہے۔

بقیہ:— اتباع رسول ﷺ

کی اتباع سے وابستہ ہے۔ اس لئے ایک مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ہی درجہ محبوبیت پر فائز ہوتا ہے۔ اور آپ کی متابعت کے ذریعہ سے ہی مرتبۂ عبدیت پر مشرف ہو سکتا ہے۔ جو تمام مراتب کمال سے بالا ہے اور مقام محبوبیت کے حصول کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جو حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں کامل تر ہوتے ہیں۔ ان کو انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی۔ اولوالعزم انبیاء مرسلین بھی اتباع خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرتے رہے۔ بلا شبہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی رسول اللہ کی اتباع کرنی پڑتی ہے۔ (مکتوب ۲۲۹ جلد ا)

اس مبارک اور پسندیدہ متابعت کا ایک ذرہ دنیا کی تمام لذتوں اور آخرت کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک عظمت کی صرف یہی ایک صورت ہے۔ (دوپہر کو آرام کرنا) جو متابعت رسول ﷺ کی نیت سے ہو۔ ان کروڑوں شب بیداریوں سے افضل ہے۔ جو متابعتِ رسول ﷺ سے محروم ہو۔ عید الفطر کا افطار جسکا شریعت نے حکم دیا ہے ابدالآباد روزے رکھنے سے افضل ہے۔ اہل ریاضت بہت کچھ مجاہدے کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہوں۔ تو بیکار ہیں اور بے سود اگر ان اعمال شاقہ پر کوئی اجر مرتب بھی ہوتا ہے۔ تو وہ صرف دنیاوی ہے۔
(مکتوب ۱۱۴ جلد اول)

بقیہ: درسِ قرآن

پھر فرشتے یوں خطاب کرتے ہیں اُسْکُتْ یَا عَبْدَ اللہِ او اللہ کے بندے چپ ہوجا۔ پہلا جو خطاب تھا وہ ختم ہوگیا پہلے تو اللہ کا نبی تھا اب کیا کہا اُسْکُتْ یَا عَبْدَ اللہِ اے اللہ کے بندے چپ ہوجا۔ اگر اس پر بھی چپ نہیں کرتا۔ حدیثوں میں آتا ہے دیکھئے پھر فرشتے کہتے ہیں۔ اُسْکُتْ یَا بَغِیْضَ اللہِ او اللہ کے دشمن چپ ہوجا۔ دیکھا! کیوں! تو خدا کے گھر کی تعظیم کر رہا ہے۔ یا کیا کر رہا ہے؟ قرآن مجید سامنے پڑا ہے توبے وضو ہاتھ لگا رہا ہے۔ ادھر سگریٹ چل رہا ہے۔ ادھر قرآن کی تفسیر ہو رہی ہے گپیں ہو رہی ہیں۔ کیا یہ قرآن کی تعظیم ہے۔ یہ تو اللہ کا کلام ہے۔ صحابہ کرام کے متعلق آتا ہے کہ بسا اوقات جب صحابہ کرام قرآن مجید کھولتے تھے تو کانپتے تھے، کہتے تھے

هٰذَا كِتَابُ رَبِّيْ هٰذَا كِتَابُ رَبِّيْ هٰذَا كِتَابُ رَبِّيْ

یہ میرے رب کی کتاب ہے۔ یہ میرے رب کا حکم نامہ ہے۔ دیکھ کر لرزتے تھے اور بیت اللہ کو دیکھنے والے لرزتے تھے اب بھی لرزتے ہیں۔ جو اللہ کے گھر جاتے ہیں۔ طواف کرنے والے وہ اب بھی خدا کے گھر کو دیکھ کر لرزتے ہیں۔

دعائے مغفرت

حضرت مولانا محمد علی صاحب خطیب جامع مسجد سنہری ڈبی بازار لاہور کے برادر خورد مولوی عبدالقادر مجذوب وصال فرما گئے ہیں قارئین کرام سے استدعا ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم ومغفور کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں آپ مولانا حبیب اللہ صاحب مقیم مکہ معظمہ کے ہم سبق تھے اور حضرت مدنیؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

دار المبلغین اہلسنت ملتان

میں باقی صرف چار فارغ التحصیل علماء کی ضرورت ہے شائقین حضرات یکم رجب تک دفتر تنظیم اہل سنت نزد چوک نواں شہر ابدال بالمقابل ہائی اسکول میں تشریف لائیں۔
(ناظم دفتر تنظیم اہل سنت ملتان)

واہ کینٹ کے درس قرآن کی دوسری سالگرہ

اکتوبر ۱۹۶۴ء سے ہر انگریزی مہینے کے آخری اتوار کو صبح دس بجے سے گیارہ بجے تک بنگلہ نمبر ۱۵ احبامن روڈ، سینٹرل پارک، واہ کینٹ میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب. مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر رحمتہ اللہ علیہ و پروفیسر گورنمنٹ کالج کیمبل پور باقاعدگی کے ساتھ درس قرآن حکیم دیتے ہیں۔ آئندہ درس پر دو سال مکمل ہو رہے ہیں اور دوسری سالگرہ منانے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس مبارک موقع پر ہمارے روحانی پیشوا اور محبوب رہنما جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا و مرشدنا جناب عبید اللہ صاحب انور دامت برکاتہم درس قرآن کی سرپرستی فرمانے کے لئے واہ کینٹ تشریف لا رہے ہیں۔ جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مدظلہ العالی خلیفۂ ارشد لاہوری و خطیب نور مسجد منٹگمری اور محترم جناب ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کی شرکت بھی متوقع ہے۔ درس انشاء اللہ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار ہوگا۔ دوسرے سال کے درسوں کا مجموعہ بھی زیر ترتیب ہے۔

جماعت کے جو احباب شرکت فرمانا چاہیں وہ راقم الحروف سے قبل از وقت جوابی خط کے ذریعے معلومات حاصل کر لیں۔ تاکہ خصوصی دعوت نامے جاری کئے جا سکیں۔

محمد عثمان غنی بی۔اے۔ منتظم درس قرآن ۱/۱۹E۔ واہ کینٹ، ضلع راولپنڈی

دارالمبلغین

امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب مرحوم لکھنوی کے طریق پر مدرسہ عربیہ "دار الہدیٰ" چوکیرہ میں نصف شعبان سے اختتام رمضان تک حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری مہتمم مدرسہ ہذا اہل علم حضرات کو تربیت دیں گے اس نصاب تعلیم میں شمول کے مشتاق جلد از جلد درخواستیں بنام ناظم بھیج دیں۔ یکم شعبان تک درخواستیں دفتر میں پہنچ جائیں تاکہ انتظام میں آسانی پیدا ہو سکے۔

پتہ

نذیر احمد مخدوم ناظم

مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کا

پروگرام

۱۵ر اکتوبر بروز ہفتہ پیر طریقت حضرت مولانا بشیر احمد نقشبندی قادری خلیفۂ مجاز حضرت لاہوری کی دعوت پر پسرور تشریف لے جائیں گے ۱۶ر اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جمعیۃ العلماء اسلام کے زیر اہتمام پرانا دھرم پورہ میں جلسہ کی صدارت فرمائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

درخواست دعا

حضرت جانشین شیخ التفسیر مدظلہ العالی کے خادم خاص محترم حاجی بشیر احمد صاحب کا صاحبزادہ شاہد احمد مورخہ ۹ر ستمبر بروز جمعہ گھر سے غائب ہو گیا ہے۔ قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ گمشدہ بچے کے لئے دعا فرماویں اللہ بچے کو جلد واپس گھر لائے والدہ سخت پریشان ہے اگر کسی صاحب کو بچے کا علم ہو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

(حاجی بشیر احمد لذت کدہ چوک بخاری اندرون لوہاری لاہور)

تبلیغی کانفرنس سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جمعیۃ العلماء اسلام حلقہ دھرم پورہ کے زیر اہتمام ۱۵/۱۶ر اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ اتوار بعد نماز عشاء میو روڈ پرانا دھرم پورہ میں دو روزہ سالانہ پانچویں تبلیغی کانفرنس سیرت النبی ﷺ ہو رہی ہے۔

صدارت :- جانشین شیخ التفسیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور

مقررین

۱۔ مفکر الاسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم جمعیۃ العلماء اسلام و سابق ممبر صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان (۲) حضرت مولانا عبد اللطیف (جہلم) خلیفہ مجاز حضرت لاہوری (۳) حضرت مولانا ضیاء القاسمی (۴) صاحبزادہ عبد الرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور۔ (۵) مفتی عبد الحمید دھرم پورہ لاہور (۶) مولانا محمد اسحاق باغبان پورہ زینت القرآن قاری غلام فرید و استاذ القراء قاری نور محمد لاہور۔ شاعر انقلاب جانباز مرزا تبصرہ لاہور

(ناظم حافظ محمد صادق)

سالانہ جلسہ

مدرسہ دعوت الحق رجسٹرڈ ملتان کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۴/۱۵ر اکتوبر ۱۹۶۶ء بمطابق ۲۸/۲۹ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ بروز جمعہ، ہفتہ بمقام عام خاص باغ ملتان شہر منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی، حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر، حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی، حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب تھانوی، حضرت مولانا غلام قادر صاحب، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب ڈیروی، حضرت مولانا قائم الدین صاحب، حضرت مولانا خدا بخش صاحب، حضرت مولانا ابو سفیان بشیر صاحب منٹگمری، جناب عبد الکریم صاحب خاکی شریک ہو کر خطاب فرمائیں گے۔

بچوں کا صفحہ

دو کمسن مجاہد معوذؓ اور معاذؓ

پیارے بچو! آج کی صحبت میں ہم تمہیں ان دو کمسن مجاہدوں کی داستان نظم کے پیرائے میں سناتے ہیں جنہوں نے جنگِ بدر میں عظیم الشان کارنامہ دکھا کر اسلام کی عظمت کا علم لہرایا۔ ایک کا نام معوذؓ اور دوسرے کا نام معاذؓ تھا۔ معاذؓ نے سب سے بڑے دشمنِ اسلام ابوجہل ابن ہشام کو جہنم رسید کیا تھا۔ اپنے باپ کے انتقام میں ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذؓ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ان کا بازو کٹ گیا۔ معاذؓ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک زندہ رہے اور معوذؓ نے میدانِ جنگ ہی میں جامِ شہادت نوش کیا۔

غور سے بچو سنو دو کمسنوں کی داستاں
جن پہ راضی تھے خدا و سرورِ کون و مکاں

بھائی تھے رشتے میں دونوں یہ مجاہد بالیقیں
یہ بنے جوشِ عمل سے غازیٔ دینِ متیں

ایک دن حضرتؐ نے بھرتی کا کیا جب انتظام
ہو گئے شامل صفوں میں یہ بھی دونوں نیک نام

یہ کہا سرکارِ دیںؐ سے ہم کو ہے شوقِ جہاد
ہم کبھی واپس نہ لوٹیں گے یہاں سے بے مراد

عمر میں چھوٹے ہیں گو ہم اے حبیبِؐ کبریا
دل میں ہے یہ آرزو، ہو زندگی دیں پر فدا

کیجئے شامل ہمیں بھی جنگ میں شاہِ رسلؐ
ہو شہیدوں میں ہمارا نام اے آقائے کلؐ

سن کے ان کی بات کو سرکارِ عالمؐ نے کہا
میں کروں گا اس کو بھرتی تم میں جو ہوگا بڑا

کر لیا بھرتی بڑے کو سرورِ عالم نے جب
بن گیا اس کے لئے گویا مسرت کا سبب

عرض کی چھوٹے نے پھر اے حضرتِ خیر الانامؐ
کیجیو شامل مجھے بھی جنگ میں عالی مقامؐ

جوش اس بچے کا دیکھا جس گھڑی سرکارؐ نے
کہہ دیا دونوں کو پھر یہ احمدؐ مختار نے

تم لڑو آپس میں کشتی اے سبھوں کے دلربا
جیتنے پر ہو گے تم بھی شاملِ اہلِ وغا

طے ہوئی آپس میں کشتی دونوں بھائیوں کی وہاں
کشتی کرنے لگ گئے یہ دونوں بھائی بے گماں

چھوٹے بھائی نے بڑے کے کان میں یوں کہہ دیا
اے برادر! ہار کر لیٹو زمیں پر بے ریا!

تاکہ ہو جائے مری بھی آج پوری آرزو
تاکہ میں بھی روزِ محشر پیشِ حق ہوں سرخرو

مان لی یہ بات اس نے اپنے چھوٹے بھائی کی
وہ زمیں پر گر پڑا بالقصد بازی ہار دی

ہو گیا چھوٹا بھی شامل لشکرِ اسلام میں
ہو گئے مقبول دونوں اب تو خاص و عام میں

رن میں دکھلائے انہوں نے کارنامے بے شمار
ان کا ہر اک وار تھا میدان میں بس شعلہ بار

تھی تمنا ان کی ہم سے قتل ہو ابنِ ہشام
فوجِ باطل کا ہے جس کے ہاتھ میں سب انتظام

نام میں مشہور جو کہ ہے ابوجہلِ لعیں
دینِ حق کا سب سے بڑھ کر ہے جو دشمن بالیقیں

اک صحابیؓ سے کیا اس دشمنِ دیں کا پتہ
دوڑ کر پہنچے وہیں یہ دونوں لڑکے مہ لقا

یک بیک حملہ کیا دونوں نے ایسا زوردا
ان کے حملوں سے جو لی ابوجہل نے راہِ فرار

گھیر کر ملعون کو حملہ کیا بس زوردار
آنِ واحد میں گرا گھوڑے سے کافر نابکار

ہو گیا فی النّار کافر ان کے اک ہی وار سے
کر دیا فوراً جدا سر تیغِ جوہر دار سے

دیکھا جب سالار کو ہے خاک و خوں میں لوٹتا
کر دیا باطل نے اس دم ایک ہنگامہ بپا

کر دیا دونوں نے روشن دینِ قیّم کا چراغ
ہو گیا دل لشکرِ اسلام کا بھی باغ باغ

ایک کو حق نے کیا رتبہ شہادت کا عطا
دوسرا دنیا میں ٹھہرا غازیٔ دینِ خدا

دونوں نے انورؔ دکھائے کارنامے لازوال
کیا ملے تاریخ میں ان کی شجاعت کی مثال

نور محمد انورؔ

ٹیلیفون ۶۷۵۶۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل ۔ ۶۰۴۷ نمبر

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ ۲ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷/۹/۳۹-۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۹۶۴ء